القرآن

”وَاَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوۡا فَتَفۡشَلُوۡا وَتَذۡھَبَ رِیۡحُکُمۡ وَاصۡبِرُوۡا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیۡنَ.“

ترجمہ: اللہ کا اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا مت کرو پس بزدل ہو جاؤ گے اور تمہارا رعب ختم ہو جائے گا اور صبر کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تشریح: اللہ تعالی اور آپ ﷺ کی اطاعت کرنا اللہ تعالی کی نصرت کا سبب ہے اور آپس کی ناچاقی ولڑائی اور نفرت میں بھی روکاوٹ ہے ورنہ رعب ختم ہو جائے گا اور دلوں میں بزدلی گھر کر جائے گی اس کے ساتھ ساتھ اگر کوئی تکلیف پہنچے تو واویلا شروع نہ کر دے بلکہ صبر سے کام لے اور اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب مسلمانوں کو متحد ہو کر شریعت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

السنۃ

”عن ابی ھریرۃ رض قال؛ قال رسول اللہ ﷺ لا یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنۃ فی نفسہ وولدہ ومالہ حتی یلقی اللہ وماعلیہ خطیئۃٌ.“ (۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مصیبت ہمیشہ کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کے جان و مال اولاد اور اس کے مال میں رہے حتی کہ وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس پر کوئی نہیں گناہ ہوگا۔

تشریح: انسان کو مصیبت اور پریشانیوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہر حال میں اللہ کو یاد رکھے اور دنیاوی مصیبتوں سے دل برداشتہ ہو کر کوئی بھی نازیبا کلمات زبان پر نہ لائے ان شاء اللہ قیامت کے دن اللہ تعالی سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ہر مصیبت عذاب نہیں ہوتی بلکہ بعض اللہ تعالی کی طرف سے آزمائش ہوتی ہیں اس لیے انسان کو چاہیے کہ تھوڑی سی پریشانی دیکھ کر ناشکری کے الفاظ کہنا شروع نہ کر دے بلکہ اللہ تعالی سے عافیت کی دعا مانگے۔

---

(۱) ترمذی؛ ج۲ص۶۵

نجات کا رستہ

☆ مدیر اعلیٰ کے قلم سے

آج سے کوئی چودہ صدیاں قبل چند نفوس قدسیہ عرب کے ریگزاروں سے لے کر بحر اوقیانوس کے ساحل تک اور پامیر کی برف پوش چوٹیوں تک نبی آخر الزمان ﷺ کا کلمہ پڑھ کر دین اسلام کی تبلیغ، ترویج اور تنفیذ میں مصروف عمل تھے اور خالصتاً اللہ کی رضا جوئی کے حصول کے لیے دیوانہ وار کام کر رہے تھے اور مصائب وآلام کو جھیل کر دین متین کو ہم تک پہنچانے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

خدائے لم یزل نے ان کے دلوں کے ”کھرے پن“ کی خبر ان الفاظ میں دی ”اولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی ...... الخ۔ ان کے دل کو بغض، عناد، تعصب، حسد اور جو بھی کوئی رذیلہ امراض ہو سکتے تھے، سب سے پاک کر دیا۔

تزکیہ قلوب کے مراحل سے گزرے تو نطق نبوت نے ان کو معیار حجت قرار دیتے ہوئے فرمایا اے دنیا بھر کے انسانو! اگر تم فلاح اور کامیابی چاہتے ہو، خیر اور بھلائی چاہتے ہو، سیدھی راہ کے متلاشی ہو اور جنت حاصل کرنا چاہتے ہو تو پھر تم کو وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا جو میرا راستہ ہے اور میرے صحابہ کا راستہ ہے ”ما انا علیہ واصحابی.“

ان درویش منش انسانوں کے راہ پر چل کر ہی تم فلاح کو پہنچ سکتے ہو۔ آج افتراق کے ہر طرف در کھلے ہیں۔ اس کی سب سے بڑی وجہ انہی (صحابہ) کے راستے کو چھوڑنا اور اپنی عقل نارسا کو اپنا رہنما بنانا ہے۔

آج اگر صحابہ کے عقائد ونظریات کو دل وجان سے مان لیا جائے اور ان کے فیصلوں کو بسر وچشم قبول کر لیا جائے ان کے فتوؤں پر عمل کرنا شروع کر دیا جائے تو مسلمان جہاں خود مستحکم ہونگے وہیں دوسروں کو بھی انصاف فراہم ہوگا اور انتشار بے سکونی بے چینی اور مسلسل پریشانیاں سب خود بخود ختم ہو جائیں گی اور اگر ”خاکم بدہن“ ان کے نافذ کردہ فیصلوں کو غیر شرعی کہا جاتا رہا اور ان کی مبارک سنتوں کی ”بدعت“ کا نام دیا جاتا رہا۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ نام نہاد عامل بالحدیث ان کو فاسق گردانتے رہے اور بغض میں آ کر ان کا تمغہ رضاء (رضی اللہ عنہ) محو کیا جاتا رہا اور ان کی خلافت راشدہ کو قہر خداوندی کہا جاتا

رہا، ان کے ’’اجماع‘‘ کو محض اس لیے چھوڑ دیا گیا کہ ’’ہمارے مذہب کے موافق نہیں اور ہم صرف کتاب اللہ اور حدیث کو مانتے ہیں۔‘‘

مساجد میں جھگڑے، شور وشغب بپا کیے جاتے رہے مثلاً: رفع یدین کے بغیر نماز باطل ہے، امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز نہیں ہوگی، تراویح بیس نہیں آٹھ ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ صحابہ کرام بھی بغیر رفع یدین کے نماز پڑھتے تھے، امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے تراویح بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔ تو پھر بتلایئے کہ ان (صحابہ) کی نمازوں کا کیا ہوگا؟ لہذا آج اُن کا دامن تھام لیا جائے عقائد میں ملاوٹ کی جائے نہ ہی اعمال میں ملاوٹ۔ معاشرتی مسائل ہوں یا سماجی آج اگر اسی نہج پر امت کو کھڑا کر دیا جائے جس پر آقا مدنی ﷺ کے صحابہ تھے تو ’’فرقہ واریت‘‘ اپنی موت آپ مر جائے۔

اس کے لیے ضروری ہوگا کہ صحابہ کرام کے علمی جانشینوں سے پیار محبت کا برتاؤ کیا جائے اور ان پر اعتماد کر کے ان کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں میں لایا جائے اور ان کو برا کہنا چھوڑ دیا۔ ان کو ملامت نہ کیا جائے، عوام کے دلوں میں ان کی عظمت بٹھائی جائے اور ان کے بارے کوئی ایسا کلمہ نہ کہا جائے جو ان کی شان کے خلاف ہو، کیونکہ وہ ہر لحاظ ہم سب بڑھ کر ہیں۔

فہم وفراست، تقویٰ وورع، اخلاص وللّٰہیت، استعداد اور قابلیت، علم وعمل، جذبہ طاعت الغرض جتنے بھی فضائل ومحاسن آج کے کسی مسلمان میں ہوسکتے ہیں وہ ان سب میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے۔

آج اگر امت کو صحابہ اور صحابہ کے شاگردوں سے جوڑ دیا جائے تو موجودہ باہمی منافرت کا سیلاب تھم سکتا ہے اور زمانہ شاہد ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اس وقت صحابہ اور شاگردان صحابہ کے سچے علمی اور عملی جانشین علماء اہل السنۃ والجماعۃ ہیں جن کو آج کے عرف میں ’’علماء دیوبند‘‘ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس وقت اسلام دشمن لابی اس فکر میں سر جوڑے بیٹھی ہے کہ کسی نہ کسی طور پر ان کو ختم کر دیں ان کے خلاف میڈیا کو استعمال کیا جا رہا ہے تا کہ یہ باور کیا جا سکے کہ یہ لوگ العیاذ باللہ فتنہ پرور ہیں اور آپس کا اتحاد واتفاق نہیں ہونے دیتے اور ان لوگوں پر طرح طرح کے عجیب وغریب الزامات لگائے جا رہے ہیں اور بدقسمتی سے بعض اپنوں کی شکل میں سارا کام کرنا چاہتے ہیں لیکن خدا نے ان کے منصوبے ناکام بنائے اور آئندہ بھی محفوظ رکھے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل حق کے قافلہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔

تھوڑی سی گپ شپ

☆مولانا مقصود احمد

یہ کونسا وقت ہے فون کا؟ اللہ خیر کرے عمر نے اپنی آنکھیں کھولے بغیر کمبل سے ہاتھ کو موبائل کی جانب بڑھایا، موبائل اٹھاتے ہوئے ’’السلام علیکم‘‘ کا کہنا ہی تھا کہ آگے سے درد بھرے لہجے میں طاہر کی آواز سنائی دی؛ خالو جان کہاں ہیں؟

عمر جواب دیتے ہوئے ’’وہ تو کسی کام کے سلسلے میں کراچی......‘‘

کب سے؟ عمر کی بات ٹوکتے ہوئے طاہر بولا۔

عمر: غالباً ۲۹ مارچ سے، کیا ان سے کوئی کام ہے؟ عمر نے نیند جھٹکتے ہوئے کہا۔

طاہر: عمر بھائی کیا بتاؤں کہ مجھے ابھی پتہ چلا کہ خالو جان کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے اور حالت بڑی تشویش ناک ہے۔

کیا کہا کہ ایکسیڈنٹ...... عمر کے ہاتھوں سے موبائل بے قابو ہو کر زمین پر جا گرا اور عمر اوندھے منہ فرش پر گر گیا۔ دوسرے کمرے میں عمر کی والدہ کا موبائل بج رہا تھا عمر کے گرنے کی آواز سن کر والدہ کمرے میں دوڑے آئی۔ کیا ہوا عمر؟ کیا ہوا خیریت تو ہے نا؟ امی وہ ابو...... عمر بتاتے بتاتے رک گیا۔

کیا ہوا؟ ماں بیچاری رونی سی صورت بناتے ہوئی بولی۔

ماں جی؛ ابا جان کا ایکسیڈنٹ، ایکسیڈنٹ......

ایکسیڈنٹ؟ کیسا ایکسیڈنٹ؟ کب ہوا؟

☆☆☆

دوسرے کمرے میں اسامہ فون سن رہا تھا؛ خالہ جان! طاہر بات کر رہا ہوں ’’کیا حال ہے؟ گھر والے سب ٹھیک ہیں؟ اچھا میں نے یہ بتانا تھا کہ ماموں جان خیریت سے واپسی گاڑی پر بیٹھ گئے ہیں۔‘‘

میں اسامہ بات کر رہا ہوں طاہر بھائی۔

اسامہ بھائی! خالہ جان کو بتا دینا وہ پریشان نہ ہوں۔ اسامہ: جی ٹھیک۔

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

ٹرن ٹرن ٹرن......عمر کی والدہ کا ایک بار پھر فون بج اُٹھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خالد بات کر رہا ہوں میں کراچی سے نکل پڑا ہوں ان شاء اللہ 6 بجے تک گھر پہنچ جاؤں گا عمر، اسامہ، ثوبیہ سب ٹھیک ہیں؟

عمر کی والدہ نے اثبات میں سر ہلایا اور فون بند ہو گیا۔ عمر جو کہ اوندھے منہ گرنے سے کافی زخمی تھا، حیرت سے ماں کو دیکھنے لگا۔ اسے طاہر کی بات پر تعجب ہو رہا تھا۔ اتنے میں ناشتہ بھی تیار ہو چکا تھا سب لوگ کھانے کی میز پر جمع ہو گئے

☆☆☆

ایک بار پھر عمر کے موبائل کی گھنٹی بجی، تیسری بار جب گھنٹی بجی تو عمر نے اسے ok کیا۔

عمر: میں طاہر بات کر رہا ہوں، یار! تو پریشان تو نہیں ہوا آپ کے ابو بالکل خیریت سے واپس آ رہے ہیں۔

عمر: غصے سے بولا پہلے آپ نے کہا تھا کہ ابو کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے اور اب کہتے ہو کہ بالکل خیریت سے آ رہے ہیں۔

طاہر: عمر! آج تمہیں پتہ نہیں کہ یکم اپریل ہے۔

عمر: تو کیا ہوا؟

طاہر: آج اپریل فول تھا میں نے کہا کہ چلو گپ شپ ہو جائے

عمر: تمہیں معلوم نہیں کہ یہ جھوٹ ہے اور جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے پھر تم نے......

طاہر: ارے بھائی! سال میں اگر ایک دن گپ شپ ہو جائے تو کیا ہوتا ہے تم تو ہر وقت ہی گناہ گناہ کی رٹ لگائے پھرتے ہو۔ طاہر بجائے اس کے کہ نادم ہوتا الٹا عمر کو ڈانٹنے لگا۔

عمر: یہ کون سی تفریح اور گپ شپ ہے جو شریعت اسلامیہ کے سراسر خلاف ہے اور لوگوں کو طرح طرح کے غم میں مبتلا کرتی ہے؟ ساتھ ہی فون کٹ گیا۔

☆☆☆

فوراً اسامہ نے عمر پر سوال داغا کہ اپریل فول میں لوگ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟

عمر نے ایک سرد آہ لی اور کہنے لگا کہ اسامہ کیا پوچھتے ہو؟ ایک دو آدمیوں کی بات نہیں بلکہ یہاں تو سارے کا

سارا آوا ہی چٹ ہے۔

اسامہ: کیا مطلب؟

کل میں مارکیٹ سے قرآن کریم کی ایک تفسیر لایا ہوں جس کے ٹائٹل پر لکھا تھا ''خزائن العرفان'' جب میں نے کھول کر پڑھنا شروع کیا تو غالباً پانچویں صفحہ پر درج تھا: ''قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کو بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔''

حالانکہ اسامہ تجھے معلوم ہے کہ خود حضور ﷺ نے اپنی بشریت کا اقرار فرمایا ہے۔ سورہ کہف میں بڑے واضح الفاظ میں آپ کی بشریت کا ثبوت ہے۔

کچھ دن پہلے میں نے ایک اور کتاب دیکھی جس کا نام حدائق بخشش ہے اور وہ مولوی احمد رضا بریلوی کی تالیف ہے اس کے ص 85 پر مولوی احمد رضا نے لکھا ہے: ''حضرت حوا حضور علیہ السلام کی والدہ نہیں، بہو تھیں اور حضرت آدم (علیہ السلام) باپ نہیں، بیٹے تھے۔''

اسامہ: بھائی جان آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ دن پہلے میں نے آپ کو ایک رسالہ دکھایا تھا اس کا نام ''رسالہ نور'' ہے اور اس کا لکھنے والا مولوی احمد یار گجراتی بریلوی ہے اس کے صفحہ نمبر 43 پر لکھا ہوا ہے: ''کہ نبی پاک ﷺ نہ کسی کے والد ہیں نہ ہی کسی کی اولاد۔''

اتنے میں عمر کی والدہ جوان دونوں بھائیوں کی گفتگو سن رہی تھی، کہنے لگی: بچو! تمہارے ماموں عالم بن رہے ہیں انہوں نے مجھے بتلایا کہ بخاری مسلم جو کہ احادیث کی کتابیں ہیں آج لوگ ان پر بھی جھوٹ بول رہے ہیں اس نے مجھے بتلایا کہ کچھ لوگوں نے جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہیں اور حقیقت میں ان کا کام فقہا اور علماء خصوصاً امام ابوحنیفہ اور اسے کے پیروکاروں کی مخالفت کرنا ہے ان کی ایک مشہور کتاب فتاوی علماء حدیث ج 2 ص 91 پر ہے کہ ''سینہ پر ہاتھ باندھنے اور رفع الیدین کی روایات بخاری و مسلم اور ان کی شروحات میں بکثرت موجود ہیں۔''

حالانکہ بخاری مسلم میں سینے پر ہاتھ باندھنے کی کوئی صحیح صریح متصل روایت موجود نہیں ہے محض جھوٹ بول کر امام بخاری اور امام مسلم کو اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اسامہ کہنے لگا کہ امی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے بھی یہ باتیں اپریل فول مناتے ہوئے لکھی ہوں تاکہ تھوڑی سی گپ شپ ہو جائے، ساتھ ہی سب ہنس پڑے۔

صلائے عام ہے......

ادار یہ

قارئین! الحمدللہ غیر مقلدین کے رسوائے زمانہ زبیر علی زئی کے ایک سو 100 جھوٹ مکمل کرنے کے بعد ارشادالحق اثری غیر مقلد کے اکاذیب کا سلسلہ جاری ہے۔ علی زئی کی طرف سے ابھی تک سو جھوٹوں کا کوئی ٹھوس جواب نہیں آیا انگریز کے خوشہ چینوں نے جب اپنے علما کی اصل حالت لوگوں کے سامنے آتی دیکھی تو سٹپٹا گئے، اور آئیں بائیں شائیں کرنے لگے چنانچہ اپنے استاد اور بزرگ کا دفاع کرنے میدان میں نکلے تو اپنے ترکش سے وہی تیر پھینکنے شروع کیے جن کو ان کے استاد استعمال کر چکے تھے چنانچہ ''محنت'' کر کے جو کچھ بیچارے کر سکے ہیں۔ قارئین! ان کی حقیقت بھی آپ کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکتے ہیں آیئے! دیکھتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے؟

میں یہاں یہ بھی یاد دلاتا چلوں کہ کچھ عرصہ پہلے ندیم ظہیر نامی شخص نے بھی اس کی بے سود کوشش کی تھی لیکن جب اہل حق نے اصل حقائق لوگوں کے سامنے لائے تو ندیم صاحب کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا انہوں نے تو ایسی چپ سادھی کہ آج تک شرم سے منہ چھپائے پھرتے ہیں۔

قارئین! قافلہ حق جلد ۳ شمارہ نمبر ۴ میں ارشادالحق اثری غیر مقلد کے ۱۰ جھوٹ کی پہلی قسط تھی شائع ہوئی تھی باقی کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور لوگ اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟ خیر! ایک اور سستی شہرت کے طالب بھی قسمت آزمانے اس میدان میں اترے ہیں، سردست ان کو بھی ہم دو آپشن دیتے ہیں۔

۱: سابقہ لوگوں سے سبق حاصل کریں اور اپنی رسوائی مول نہ لیں۔

۲: اگر بضد ہیں تو ہمیں قبول ہے۔

بہر حال! جو کچھ انہوں نے اب تک ''تحقیق'' کی ہے اس میں کتنی صداقت ہے؟ قارئین ملاحظہ فرمائیں!

خبیب احمد نے قافلہ حق میں شائع شدہ اثری کے جھوٹ (نمبر ۷) کے جواب کی کوشش کی ہے۔ آپ پہلے قافلہ حق کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

اثری جھوٹ نمبر ۷: جناب ارشادالحق اثری لکھتا ہے کہ سلیمان بن عبدالرحمٰن کے متعلق امام احمد بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ وہ حجت ہے۔ (۱)

(۱) توضیح الکلام ج ۱ ص ۴۵۷ طبع اول

اس کے جواب محمد خبیب احمد نے لکھا کہ الیاس گھمن اور عبدالغفار ذہبی کے جھوٹوں کی دنیا اور پھر اس کو ھدی الساری میں طباعتی غلطی قرار دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''یہ ھدی الساری میں طباعتی غلطی کی وجہ سے جناب اثری صاحب نے یہ معنی کیا کہ امام احمد نے اس کو حجت قرار دیا ہے۔'' (۱)

جائزہ:

اولا: جناب اثری صاحب نے سلیمان کی توثیق کو امام احمد بن حنبل کے قول سے شروع کیا ہے اور دیگر ائمہ کے اقوال ڈیش لگا کر بعد میں نقل کیے ہیں اور حوالہ کتب میں پہلے تہذیب لابن حجر پھر مقدمہ فتح الباری لابن حجر کو ذکر کیا (۲) اور طبع ثانی میں بھی ترتیب حوالہ کی تبدیل نہیں کیا صرف امام احمد بن حنبل کے نام کو حذف کر دیا ہے (۳) جبکہ عموما قائدہ واسلوب یہ ہے جس عبارت کو پہلے نقل کیا جائے اس کا حوالہ بھی پہلے نقل کیا جاتا ہے مگر اثری صاحب نے ایسا نہیں کیا۔

ثانیا: جناب اثری کے سامنے تہذیب لابن حجر تھی مگر مذہبی نصرت میں غلط عبارت سے سہارا لیا اور آنکھیں بند کر کے امام احمد بن حنبل پر جھوٹ لکھ مارا حالانکہ سیاق وسباق کو اگر ادنی طالب علم بھی دیکھے تو عبارت کا سقم اس کو معلوم ہو جائے مگر برا ہو تعصب کا کہ وہ غور فکر نہیں کرنے دیتی پھر بعد میں یوں رسوائیاں ہوتی ہیں کہ جگ تماشا دیکھتا ہے۔ بہر حال اثری صاحب اس جھوٹ سے جان نہیں چھڑا سکتے۔

(۱) جناب محمد خبیب غیر مقلد نے لکھا کہ چنانچہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

''وقال الاجری عن ابی داؤد هو ثقه یخطی الناس قلت فهو حجة قاله الحجة احمد بن حنبل.''

ابوعبید آجری امام ابوداود سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''وہ ثقہ ہیں لوگ (ان کے شاگرد) غلطی کرتے ہیں (جو سلیمان کی طرف منسوب ہو جاتی ہے) میں کہتا ہوں وہ (سلیمان) حجت ہے امام احمد بن حنبل نے اسے حجت قرار دیا ہے۔'' (۴)

جائزہ: اس عبارت میں ''یخطی کما'' کے لفظ چھوڑ دیے ہیں جبکہ اصل عبارت تہذیب لابن حجر وغیرہ میں ہے جیسا کہ خود محمد خبیب کو تسلیم بھی ہے اور نقل بھی کی ہے مگر ترجمہ غلط کیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱: خبیب احمد نے التوحید میں لکھا ہے کہ ان کے شاگرد غلطی کرتے ہیں۔ (۵)

جائزہ: کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ جناب نے یہ کس عبارت کا ترجمہ کیا کہ ''ان کے شاگرد غلطی کرتے ہیں۔'' جبکہ امام ابوداود نے اس کی نسبت سلیمان کی طرف کی ہے۔ کیا یہ جناب ''محقق'' کا جھوٹ نہیں؟؟

(۱) التوحید ص ۲۵، ۲۶ وغیرہ (۲) توضیح الکلام ج ۱ ص ۴۵۶ طبع اول (۳) توضیح الکلام ص ۴۱۷ طبع ثانی

(۴) ھدی الساری ص ۴۰۷ بحوالہ التوحید ص ۲۷ (۵) التوحید ص ۲۶

اسی طرح کا دوسرا جھوٹ: جناب نے لکھا ہے کہ: ”میں کہتا ہوں وہ (سلیمان) حجت ہے۔“(۱)

جائزہ: کہتے ہیں کہ جھوٹ بولنے کے لیے عقل کی ضرورت نہیں ہوتی جو بات زبان اور قلم کی نوک پر آئے بلا جھجک اگل دی جائے اور پھر اس پر اپنے حواریوں سے داد بھی وصول کر جائے یہی حال جناب کا بھی ہے کہ آنجناب نے اس کی نسبت امام ابوداود کی طرف کی ہے جبکہ **قلت** کا قائل امام آجری ہے نہ کہ امام ابوداوٗد۔ لہذا اس مخبوط الحواسی سے اپنے آپ کو دور رکھا کریں ورنہ......

اسی سے ملتا جلتا تیسرا جھوٹ: جناب نے لکھا ہے (ایک اشکال کے جواب میں) اس اشکال کا حل یہ ہے کہ تہذیب التھذیب، تہذیب الکمال مزی کی تلخیص ہے۔ پھر لکھا ہے کہ قلت کے قائل خود ابن حجر ہیں۔(۲)

جائزہ: تہذیب التھذیب کی اصل عبارت یوں ہے۔

”وقال الآجری سألت اباداود عنه فقال ثقة يخطئ كما يخطئ الناس قلت هو حجة قال الحجة احمد بن حنبل.“(۳)

تہذیب الکمال کی عبارت بھی یوں ہے:

”وقال ايضا(يعنى ابا عبيد الآجرى) سألت اباداود عن سليمان ابن بنت شرحبيل فقال ثقة يخطئ كمايخطئ الناس قلت هو حجة قال الحجة احمدبن حنبل.“(۴)

سیر اعلام النبلاء کی عبارت یوں ہے:

”وقال ابو داود ايضا...... سليمان ثقة يخطئ كما يخطئ الناس قيل له احجة هو؟ قال الحجة احمد بن حنبل.“(۵)

یقیناً قلت کا قائل امام ابوعبید الآجری ہے۔ لہذا اٹا مک ٹوئیاں ختم کریں اور اپنے جھوٹ کے شکستہ تیر واپس ترکش میں ڈال کر چلتے بنیں۔ ان کے علاوہ اگر کسی اور کو بھی اس طرح کی تحقیق کا شوق ہو تو اہل حق ہر وقت مقابلہ کے لیے مستعد ہیں۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

---

(۱) التوحید ص ۲۶ (۲) التوحید ص ۲۸

(۳) تہذیب التھذیب لابن حجر ج ۲ ص ۴۱۴ رقم الترجمۃ ۳۰۱۸ ط بیروت ۱۴۱۳ھ

(۴) تہذیب الکمال للحافظ المزی ج ۴ ص ۳۹۹ رقم الترجمہ ۲۵۴۵ طبع بیروت ۱۴۳۵ھ

(۵) سیر اعلام النبلاء للذھبی ج ۸ ص ۸۴، ۸۶ رقم ۱۹۸۵

سرزمین حکمت پر تین دن

☆ مولانا محمد الیاس گھمن

5 جنوری 2010ء کی سردرات علامہ اقبال انٹرنیشنل ایئر پورٹ نے دھند کی دبیز چادر اوڑھ رکھی تھی۔ ہم لوگ سردی سے سمٹتے اور سکڑتے ہوئے دعا کر رہے تھے کہ یا اللہ! فلائٹ لیٹ نہ ہو جائے۔ دھند شدید تھی اور اکثر فلائٹس لیٹ ہو رہی تھیں تھکن سے جسم چُور ہو رہا تھا، دوپہر کو اسلام آباد میں اکابر علماء کے ساتھ ایک میٹنگ میں شرکت کے بعد گاڑی پر لاہور کا طویل سفر کیا تھا۔ لاہور پہنچ کر حسب معمول ہمارے جنوں نے چین نہ لینے دیا اور چند اہم معاملات کے سلسلے میں مصروفیت رہی رات کے تین بجے ہم ائیر پورٹ پہنچے، قطر ائیر ویز کی فلائٹ کا وقت 4:40 پر تھا اور ہمیں کم از کم ایک گھنٹہ لاؤنج میں گذارنا تھا۔ فرصت کو غنیمت جان کر ہمراہیوں سے تعارف کا سلسلہ شروع کیا۔

یمن پہنچ کر صنعا ائیر پورٹ سے نکلے تو سیدھے شیلٹن ہوٹل کا رخ کیا کھانے سے فارغ ہو کر باقی دن کوئی خاص مصروفیت نہ رہی سوائے آرام کے! مغرب کے بعد پاکستان کے سفارت خانے کی بریفنگ میں شرکت کی اور بعد عشاء کے سفارت خانے کی طرف سے وفد کے اعزاز میں دیے گئے عشائیے کے بعد ہوٹل کی راہ لی۔

6 جنوری کو صنعاء چیمبر آف کامرس میں میٹنگ ہوئی میٹنگ میں شرکت کے بعد دوپہر کی صبح چائے پر یمن کے وزیر تجارت سے ملاقات ان کے دفتر میں ہوئی، شام کو صنعاء کے تبلیغی مرکز میں حاضری ہوئی اور وہاں کے احباب سے تفصیلی ملاقات ہوئی۔ بحمد اللہ تعالی جماعت کا کام بہت منظّم اور احسن انداز میں جاری وساری ہے اللہ تعالی حاسدین کے حسد اور فتنہ پردازوں کے فتنوں سے حفاظت فرمائیں۔

عشاء کے قریب صنعاء میں یمن کی سب سے خوبصورت مسجد ”مسجد صالح“ جانا ہوا۔ مسجد قدیم و جدید طرز تعمیر کا حسین امتزاج اور خوبصورتی کا ایک شاہکار ہے۔ اس مسجد کو جمہوریہ یمن کے صدر ”محمد صالح“ کی خصوصی ہدایات، توجہ اور نگرانی میں تعمیر کیا گیا ہے۔ خطیب صاحب سے تعارف ہوا اور کچھ دیر تک گفتگو چلتی رہی۔

7 جنوری کو ہمارا یمن میں آخری دن تھا اس دن کو ہم نے سیر وسیاحت کیلیے وقف کرنے کا سوچا ہوا تھا لہذا تمام ملاقاتوں اور مصروفیتوں کو ملتوی کر کے سب سے پہلے ”مسجد علی“ کا رخ کیا۔ بعد ازاں گائیڈ ہمیں اس تاریخی مقام پر لے گیا جو ہر لحاظ سے عبرت آموز ہے ”**غرقة القليس**“ جس جگہ پر ہم کھڑے تھے یہ وہی جگہ تھی جہاں تقریباً پندرہ صدیاں پیشتر ایک بدبخت نے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں کنیسہ تعمیر کیا تھا۔ جی ہاں! یاد ش بخیر! اس بدبخت کو دنیا ”ابرہہ“ کے نام سے جانتی ہے۔ اس نے یہ کنیسہ

اس مقصد کے لیے تعمیر کروایا تھا کہ لوگ کعبہ کے بجائے یہاں آئیں اور اس کا طواف کریں۔ کعبۃ اللہ کو چھوڑ کر لوگ اس کا طواف تو کیا کرتے! ایک غیرت مند عرب نے رات کو جا کر اس میں جگہ جگہ اپنے پیٹ کی ’’بھڑاس‘‘ نکالی اور اپنے فاضل مادے سے اس کو لیپ دیا اور صبح ہونے سے پہلے ابرہہ کی پہنچ سے دور نکل گیا۔ ابرہہ نے طیش میں بیت اللہ کو (نعوذ باللہ) منہدم کرنے کے ارادے سے ہاتھیوں کے ایک لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ کا رخ کیا اس کے بعد جو ہوا وہ آپ جانتے ہیں۔

’’غرفۃ القلیس‘‘ نامی اس جگہ پر اب عمارت مکمل ختم ہو چکی ہے اور ایک کنواں سا ہے جو قد آدم دیواروں میں گھری ہوئی اس جگہ پر جنگلی گھاس اور خود رو پودے کثرت سے اُگے ہوئے تھے ہر اعتبار سے مرقع عبرت اس جگہ کافی دیر کھڑے چشم تصور سے ماضی کے دریچوں میں جھانکتے رہے۔

یمن کے لوگوں کی بود و باش خالص عربی معاشرے کی صحیح معنوں میں عکاس ہے مذہبی وابستگی علماء اور دینی شعائر کا حد درجہ احترام اور بے تکلفانہ صحرائی رویے! مہمان نوازی اور خوش اخلاقی میں اپنی مثال آپ۔ جفاکشی اور سخت کوشی سے جی نہ چرانے والے غیرت مند اہل ایمان میں کوئی بات تو ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: ’’ایمان بھی یمن والوں کا اچھا ہے اور حکمت و دانائی بھی یمن کی بہتر ہے۔‘‘

تقریباً ہر یمنی کے پاس خنجر موجود ہوتا ہے جو انہوں نے پیٹ پر باندھے ہوئے پٹے میں اڑسا ہوا ہوتا ہے اور یہ پٹہ کپڑوں کے اندر چھپا ہوا نہیں ہوتا بلکہ باہر کی طرف ہوتا ہے۔ ہمیں یمنی اور افغانی لوگوں میں بے حد مماثلت نظر آئی۔ مذہبی غیرت، رسوم و رواج، ثقافت خورونوش غرض یہ کہ ہر شے کافی حد تک ایک جیسی ہے۔

یمن کے لوگ نسوار کی طرح کی ایک چیز استعمال کرتے ہیں اسے ’’قات‘‘ کہتے ہیں نسوار تو کوٹی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں تمباکو، راکھ، الائچی وغیرہ ڈالتے ہیں لیکن اہل یمن کی نسوار (اگر اسے نسوار کہنا درست ہو) ’’قات‘‘ میں ایسی کوئی ملاوٹ نہیں کی جاتی ’’قات‘‘ ایک جھاڑی کا نام ہے جس کی ٹہنیوں کی لمبائی ۲ سے ۵ میٹر ہوتی ہے اس کے پتوں کو سکھا کر یمنی اپنے منہ میں رکھ کر چباتے رہتے ہیں۔ ’’قات‘‘ کا نباتاتی نام Celastrus edulis ہے۔ اس کا اصلی وطن یمن اور حبشہ (ایتھوپیا) ہے اگرچہ کچھ مؤرخین ترکستان اور کچھ افغانستان بھی قرار دیتے ہیں۔

یمن کو دیکھا یمن والے دیکھے، ایمان دیکھا ایمان والے دیکھے، سرزمین حکمت دیکھی حاملان حکمت دیکھے مگر یہاں سب لکھنے کا یارا نہیں کہ صفحات محدود اور ہماری مصروفیات اس سے سوا! انجام سفر بتائیں اور اجازت لیں 8 فروری کو ہم نے یمن کی سرزمین کو چھوڑ اور دیار حبیب ﷺ کو چل دیے۔

جماعت المسلمین کے عقائد و نظریات کا تحقیقی جائزہ

☆ مولانا رضوان عزیز

اجتہاد اور فتوی کی وضاحت اور مجتہد ہونے کے لیے جن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ان سے معلوم ہوتا ہے اس وادی پر خار میں آبلہ پائی ہر مدعی عشق کے بس کا روگ نہیں۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہی میں بعض صحابہ منصب اجتہاد پر فائز ہو چکے تھے اور بقیہ صحابہ کرامؓ ان غیر منصوص اجتہادی مسائل میں ان کی پیروی کرتے تھے۔

حضرت امام احمد بن حنبلؒ اپنی مُسند میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت لائے ہیں:

’’عن عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ قال؛ جاء رسول اللہ ﷺ خصمان یختصمان. فقال لعمرو اقض بینھما یا عمرو! فقال انت اولی بذالک منی یارسول اللہ ﷺ. قال علیہ الصلوۃ والسلام وان کان قال فاذا قضیت بینھما فمالی؟ قال علیہ الصلوۃ والسلام اذا انت قضیت فاصبت القضاء فلک عشرُ حسنات وان انت اجتھدت فاخطات فلک حسنۃٌ.‘‘(۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان فرماتے ہیں: ’’دو آدمی اپنا مقدمہ لے کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’اے عمرو! ان کے درمیان فیصلہ کرو۔‘‘ حضرت عمروؓ نے عرض کیا: ’’آپ اس بات کے زیادہ حقدار ہیں۔‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بے شک! یہ کام میرے ہی شایان شان ہے لیکن یہ فیصلہ تم ہی کرو۔‘‘ حضرت عمرو بن العاصؓ نے پوچھا: ’’جب میں فیصلہ کروں گا تو میرے لیے کیا اجر ہے؟‘‘ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’جب تو نے فیصلہ کیا اور درست فیصلہ کیا تو تیرے لیے دس نیکیاں ہیں اور اگر تو نے اجتہاد کیا مگر اجتہاد میں خطاء ہوگئی تو تب بھی تجھے ایک نیکی ملے گی۔‘‘ لہذا ثابت ہوا کہ مجتہد ہر حال میں اللہ کے ہاں ماجور ہے۔

میرے تو دونوں ہاتھ نکلے کام کے
دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے

☆ استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) معجم الصغیر؛ امام طبرانی: حدیث نمبر ۱۳۱، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ؛ ج ۲ ص ۲۹۶ حدیث نمبر ۲۱۲۵

اللہ نے مجتہدین کے لیے جو ہر حال میں انعام رکھا ہے اتنا شاندار پیکج دیکھ کر بعض وہ لوگ جو میدانِ علم وعمل اور تقویٰ میں تو کبھی نظر نہیں آئے البتہ بحث مباحثہ تکفیر مسلمین کے میدان میں پیش پیش ہیں انہوں نے اچھل اچھل کر دعوی اجتہاد شروع کر دیا کہ

چوں ہمہ دیگرے نیست

جیسی قرآن وحدیث کی سمجھ ہم کو آئی ہے ہم سے پہلے علماء وفقہاء اس سے کو نہ سمجھ سکے۔خود اپنے نام کے ساتھ لقب لکھوا کر شائع کر کے خود کو مجتہد سمجھ بیٹھنا یہ انہیں کیڑوں کا احساس محرومی ہے جس پر چابک دستی سے پردہ ڈال دیتے ہیں۔

لطیفہ: سیالکوٹ میں ایک بے روزگار نوجوان نے دوکان بنا کر ڈاکٹری کا کام شروع کر دیا اور باہر لکھ دیا ''ڈاکٹر مسعود احمد ایم. بی. بی. ایس'' پولیس نے ریڈ کیا اور پوچھا کہ آیا تم ''ایم. بی. بی. ایس ڈاکٹر ہو؟ اپنی سند دکھاؤ؟ تو وہ نوجوان زور زور سے ہنسنے لگا۔پولیس نے وجہ پوچھی تو کہنے لگا: ''ایم. بی. بی. ایس کا وہ مطلب نہیں، جو تم نے سمجھا ہے بلکہ اس کا مطلب ہے ''محلّہ بڈھی بازار سیالکوٹ۔،،

بالکل اسی طرح مجتہدین وفقہاء کی تکفیر کرنے والے اور اپنے ماسواء سب کو کافر سمجھنے والے مسعود احمد Bsc سے جب پوچھا گیا کہ آپ تو تمام اسلامی حکومتوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں پھر آپ نے اپنی جماعت کو ان سے رجسٹرڈ کیوں کروایا؟ تو جواب سنیے اس نام نہاد موحد نے جو علماء کو رشوت خور اور دین فروش کہنے سے باز نہیں آتا، کہتا ہے: ''حکومت نے اعلان کیا کہ رجسٹرڈ جماعتوں کو زمین دی جائے گی۔ ہم نے ان کے رجسٹر میں نام درج کرا دیا اور زمین خرید لی۔''(۱)

خانہ ساز توحید سے ایسے ہی خانہ خراب موحد نکلا کرتے ہیں منصب اجتہاد وافتاء چونکہ ہر کس وناکس کے بس کا روگ نہیں ہے اس لیے ہر آدمی مسند افتاء پر بیٹھنے کا اہل نہیں ہے۔لہذا صحابہ کرامؓ میں بھی بہت کم صحابہ کرامؓ تھے جو فتویٰ دیتے تھے اور بقیہ صحابہ کرامؓ ان پر عمل کرتے تھے جیسا کہ محمد بن سھل بن خثمہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں:

''قال کان الذین یفتون علیٰ عھد رسول اللہ ﷺ ثلاثۃ من المھاجرین عمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ من الانصار ابی ابن کعبؓ ومعاذ بن جبلؓ وزید بن ثابتؓ.،،(۲)

(۱) جماعت المسلمین اپنی دعوت اور تحریک کے آئینہ میں ۴۹۹ (۲) الاستذکار

یعنی رسول ﷺ کے زمانے میں مہاجرین میں سے تین صحابہ: حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ اور انصار میں سے تین صحابہ: حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ فتوی دیتے تھے۔

مگر رافضی فطرت ''مسعود احمد'' فتویٰ لینے اور دینے والے دونوں کو منافقین میں شمار کرتا ہے۔
مسعود احمد اپنی کتاب ''توحید المسلمین'' میں لکھتا ہے:

''**ان المنافقین فی الدرک الاسفل** ...... بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔اس آیت سے معلوم ہوا اللہ کے دین پر مضبوطی سے کاربند ہونا ہی کافی نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ دین کو خالص اللہ کے لیے رکھے اللہ کے دین میں آمیزش نہ کرے کسی کی رائے فتویٰ اور قیاس کو دین میں شامل نہ کرے۔(۱)

یعنی رائے فتوی اور قیاس معاذ اللہ علامات نفاق ہیں تو مذکورہ بالا چھ صحابہ کرام جو فتوی دیتے تھے اور بقیہ جو صحابہ کرامؓ ان کے فتوی پر عمل کرتے تھے سب کے سب مسعودی مذہب میں منافق قرار پائیں گے۔(العیاذ باللہ)

کھلے گا کس طرح مکتوب، میرے مضمون کا یا رب
قسم کھائی ہے اس کافر نے کاغذ کے جلانے کی

یہ تو تھی فتوی اور اجتہاد کی وضاحت اور صحابہ کرامؓ کے نزدیک اس کی اہمیت۔اب آئیے! ذرا رائے اور قیاس کو سمجھیں کہ رائے کسے کہتے ہیں؟ اور قیاس کا مطلب کیا ہے؟
''رائے'' لغت میں عقل تدبر اور غور وفکر کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق: ''**والرائی لایصلح لنصب الحکم ابتداءً وانما ھو لتعدیہ حکم النص الی نظیرہ مما لا نص فیہ** (۲)

علامہ شوکانی میں رقم طراز ہیں:

''**وقیل ان الرائے انما ھو اجتھاد بالنصوص غیر الصریحۃ فی دلالتھا.**''
ترجمہ: اپنے مدلول میں غیر صریح نصوص میں اجتہاد کرنے کو ''رائے'' کہتے ہیں۔

(۱) توحید المسلمین ص: ۲۸۲ (۲) اصول سرخسی ج ۲ ص ۹۰

”وقيل انه ما يتوصل به الحكم الشرعی من جهة الاستدلال والقياس .“

ترجمہ: کہا گیا ہے کہ ”رائے“ نام ہے استدلال اور قیاس کے ذریعے حکم شرعی تک پہنچنے گا۔“(۱)

صحابہ کرامؓ کے نزدیک رائے کی حیثیت:

”قيل ان الرائے عندالصحابة هوالقياس ولا خذ باالمصلحة وقد وجد منهم من اكثر من استعمال القياس واطلق عليه الراى. وقيل: انه يعنى عند الصحابة؛ القياس والاستحسان .وقال بعض العلماء ان الظاهرمن فتاوى الصحابة رضى الله عنهم ان الراى لديهم هوالحكم بناء على القواعد العامة .“(۲)

الغرض صحابہ کرامؓ کے نزدیک ”رائے“ اور ”قیاس“ ایک ہی چیز کا نام تھا۔

اعتذار غلط ہائے مضامین کہ مت پوچھ!!

گزشتہ شمارہ میں غلطی سے حلال وحرام کرنے کی نسبت آپ ﷺ کی طرف ہوئی تھی جو کہ درحقیقت منصب خداوندی ہے جبکہ آپ ﷺ کا منصب حلال وحرام ”بتانا“ ہے نہ کہ ”بنانا“ یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ بندہ ہونے والے ذھول پر معذرت خواہ ہے اور اس غلطی پر تنبیہ کرنے پر مولانا عبدالکریم نعمانی زید علمہ کا تہہ دل سے ممنون ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ کا رات بھر جاگنا

ایک مرتبہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں رات کو ٹھہرے، امام شافعی رحمہ اللہ تو رات بھر نفلیں پڑھتے رہے آپ ساری رات لیٹے رہے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ بات بڑی اچنبھی معلوم ہوئی نماز فجر میں وضو کے لیے پانی لایا گیا، امام محمد رحمہ اللہ نے اس پانی سے وضو کئے بغیر نماز پڑھی، امام شافعی رحمہ اللہ کو مزید تعجب ہوا، پوچھنے پر فرمایا کہ ”آپ نے تو ذاتی نفع کے پیش نظر رات بھر عبادت کی، تاہم میں پوری امت کے لیے جاگتا رہا اور کتاب اللہ سے ایک ہزار سے کچھ اوپر مسائل نکالے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں یہ سن کر میں شب بیداری بھول گیا کہ عبادت کرتے ہوئے جاگنا اتنا دشوار نہیں جتنا لیٹ کر جاگنا۔

(حدائق الحنفیہ ج۲ص۱۵۹)

(۱) ارشاد الفحول ص ۲۰۲ بحوالہ الاجتہاد والتقلید (۲) الاجتہاد والتقلید فی الاسلام

امام اعظم درنظر مجدد اعظم

☆ مولانا محمد محمود عالم صفدر

امام اعظم کوفی فرماتے ہیں:

کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا کیونکہ تصدیق قلبی قلب کے یقین اور مان لینے سے حاصل ہوتی ہے جس میں کمی وزیادتی کی گنجائش نہیں جس چیز میں تفاوت پایا جائے دائرہ ظن وہم میں داخل ہے ایمان میں کمی بیشی بااعتبار طاعات اور حسنات کے ہے جس قدر اطاعت زیادہ ہوگی اسی قدر ایمان زیادہ کامل ہوگا پس عام مومنوں کا ایمان انبیاء کرام کے ایمان جیسا نہ ہوگا کیونکہ وہ اطاعت کے باعث کمال کے بلند درجہ تک پہنچا ہوا ہوتا ہے جہاں تک عام مومنوں کا ایمان نہیں پہنچ سکتا اگرچہ یہ دونوں ایمان نفس ایمان میں مشترک ہیں۔

لیکن! اس ایمان نے اطاعت کی قوت کے باعث اور ہی حقیقت پیدا کر لی ہے گویا دوسروں کا ایمان اس ایمان کا فرد نہیں اور ان کے درمیان کوئی مماثلت اور مشارکت نہیں عام انسان اگرچہ نفس انسانیت میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ شریک ہیں لیکن انبیاء علیہم السلام کے اعلیٰ کمال نے ان کو درجہ بلند تک پہنچایا ہے اور ایک الگ حقیقت ثابت کر لی ہے گویا حقیقت مشترکہ سے عالی وبرتر ہیں بلکہ انسان یہی ہیں۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ”انا مومن حقا“ ”تحقیق میں مومن ہوں“ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”انا مومن انشاء الله“ میں مومن ہوں انشاء اللہ۔ ہر ایک کے لیے الگ الگ وجہ ہے ایمان حال کے اعتبار سے کہہ سکتے ہیں کہ انا مومن حقا اور باعتبار خاتمہ اور انجام کے انا مومن ان شاء الله لیکن بہرصورت! استثناء سے پرہیز کرنا بہتر یعنی انا مومن انشاء اللہ نہ کہنا چاہیے۔

مومن گناہ کرنے سے اگرچہ کبیرہ ہوں ایمان سے خارج نہیں ہوتا اور دائرہ کفر میں داخل نہیں ہوتا منقول ہے کہ ایک دن امام اعظم علماء کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے آ کر پوچھا کہ اس مومن فاسق کے لیے کیا حکم ہے جو اپنے باپ کو ناحق مار ڈالے اور اس کے سر تن سے جدا

☆ استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

کر کے اس کے سر میں شراب ڈال کر پیے اور شراب پی کر اپنی ماں کے ساتھ زنا کر لے آیا مومن ہے یا کافر ہے؟ ہر ایک عالم اس مسئلہ میں غلطی پر رہا اور دور تک معاملہ کو لے گیا۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثناء میں فرمایا کہ وہ مومن ہے اس قدر گناہ کبیرہ کرنے کے باوجود اس کا ایمان دور نہیں ہوا امام اعظم کی یہ بات علماء کو بہت ناگوار گزری اور ان کے حق میں طعن وتشنیع کی زبان دراز کی آخر جب امام کی بات برحق تھی سب نے مان لی اگر مومن عاصی کو یعنی وقت نزع سے پہلے توبہ کی توفیق حاصل ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے۔

کیونکہ اس وقت تک توبہ قبول ہونے کا وعدہ ہے اگر توبہ انابت سے مشرف نہ ہوا تو اس کا معاملہ خدا تعالیٰ کے حوالہ ہے چاہے معاف کرے اور بہشت میں بھیج دے خواہ گناہ کے موافق عذاب کرے اور دوزخ میں ڈالے لیکن آخر کار اس کے لیے نجات ہے اور اس کا انجام بہشت ہے کیونکہ آخرت میں رحمت خداوندی سے محروم ہونا کافروں کے ساتھ مخصوص ہے اور جو کوئی ذرہ بھر ایمان رکھتا ہے، رحمت کا امیدوار ہے۔ اگر گناہ کے باعث ابتداء میں رحمت نہ پہنچے تو انتہا میں اللہ کی عنایت سے میسر ہو جائے گی۔

"ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب."

(یا اللہ تو ہدایت دے کر ہمارے دلوں کی ٹیڑھا نہ کر اور اپنے پاس سے ہم پر رحمت نازل فرما تو بڑا بخشنے والا ہے)(۱)

حضرت عیسی روح اللہ علیہ السلام کی مثال حضرت امام اعظم کوفی کی سی مثال ھے جنہوں نے ورع وتقوی کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط میں وہ درجہ بلند حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے اور ان کی مجتہدات کو دقت معانی کے باعث کتاب وسنت کے مخالف جانتے ہیں اور ان کو اور ان کے اصحاب کو رائے رائے خیال کرتے ہیں یہ سب کچھ ان کی حقیقت وروایت تک نہ پہنچنے اور ان کے کے فہم فراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کہ جس نے ان کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے ،فرمایا ہے: **"الفقهاء كلهم عيال ابی حنيفة."** فقہاء سب ابوحنیفہؒ کے عیال ہیں۔

ان کی ہمتوں کی جرات پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمے لگاتے ہیں

---

(۱) مکتوبات امام ربانی ج ۲،۳ص ۲۳۰،۲۳۱

قاصرے گر کند ایں طائفہ راطعن وقصور
حاشاللہ کر بزم آرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ ازحیلہ چساں بگسدایں سلسلہ را

ترجمہ:

گر کوئی قاصر لگائے طعن ان کے حال پر
توبہ توبہ گر زبان پر لاؤں میں اس کا گلہ
شیر ہیں باندھے ہوئے اس سلسلہ میں سب کے سب
لومڑی حیلہ سے توڑے کس طرح یہ سلسلہ

یہ جو خواجہ محمد پارسا نے فصول ستہ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسی نزول کے بعد امام اعظم کے مذہب کے موافق عمل کریں گے، ممکن ہے کہ اسی مناسبت کے باعث جو امام ابوحنیفہ حضرت عیسی کے ساتھ تھے، لکھا ہو۔ یعنی روح اللہ کا اجتہاد حضرت امام اعظم کے اجتہاد کے موافق ہوگا نہ یہ کہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیونکہ حضرت روح اللہ کی شان اس سے برتر ہے کہ علماء امت کی تقلید کریں بلا تکلف وتعصب کہا جاتا ہے کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے تو اہل اسلام کے سواد اعظم یعنی بہت سے لوگ امام ابوحنیفہ کے تابعدار ہیں یہ مذہب باوجود بہت سے تابعداروں کے اصول وفروع میں تمام مذہبوں سے الگ ہے اور استنباط میں ان کا طریق علیحدہ ہے اور یہ معنی اس کی حقیقت یعنی حق ہونے کا پتا بتاتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتی کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے اور اپنے طور پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر کی شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں، دوسروں کا ایسا حال نہیں۔ پھر بھی مخالف ان کو "صاحب رائے" کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

حق تعالی ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سواد اعظم کو ایذا نہ دیں یریدون ان یطفئوا نور الله (یہ لوگ اللہ کے نور کو بجھانا چاہتے ہیں) وہ لوگ جو دین کے اندر ان بزرگواروں کو ''صاحب رائے'' جانتے ہیں، اگر یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ بزرگوار صرف اپنی رائے پر ہی حکم کرتے تھے اور یہ کتاب وسنت کی متابعت چھوڑ دیتے تھے تو ان کے فاسد خیال کے مطابق اسلام کا ایک سواد اعظم گمراہ اور بدعتی بلکہ گروہ اسلام سے باہر ہے۔اس قسم کا اعتقاد وہ بے وقوف جاہل کرتا ہے جو اپنی جہالت سے بے خبر ہے یا وہ زندیق جس کا مقصود یہ ہے کہ اسلام کا نصف حصہ باطل ہو جائے۔

ان چند ناقصوں نے چند حدیثوں کو یاد کر لیا ہے اور شریعت کے احکام کو انہی پر موقوف رکھا ہے اور اپنے معلوم کے ماسواء سب کی نفی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے نزدیک ثابت نہیں ہوا اس کا انکار کر دیتے ہیں۔

ان کے بے ہودہ تعصبوں اور فاسد نظروں پر ہزار ہا افسوس ہے فقہ کے بانی حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں فقہ میں صاحب خانہ آپ ہی ہیں اور دوسرے سب آپ کے عیال ہیں باوجود اس مذہب کے التزام کے مجھے امام شافعی سے محبت ذاتی ہے اور میں اس کو بزرگ جانتا ہوں اسی واسطے بعض اعمال نافلہ میں اس مذہب کی تقلید کرتا ہوں لیکن کیا کروں کہ دوسرے لوگ باوجود کمال علم تقوی کے امام اعظم ابوحنیفہ کے مقابلہ میں بچوں کی طرح نظر آتے ہیں والامر الی اللہ سبحانہ پوری حقیقت تو اللہ ہی جانتا ہے۔(۱)

علامہ کشمیری کی وفات پر شاعر مشرق کے تاثرات

علامہ اقبال ؒ فرماتے ہیں:

''اسلام کی آخری پانچ سو سالہ تاریخ مولانا انور شاہ کشمیری کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے ایسا بلند پایہ عالم اور فاضل جلیل اب پیدا نہ ہوگا وہ صرف جامع العلوم قسم کی ایک شخصیت ہی کے مالک ہی نہ تھے بلکہ عصر حاضر کے دینی تقاضوں پر بھی ان کی پوری نظر تھی۔''

(متاع وقت اور کاروان علم ص۲۴۳)

(۱) مکتوبات امام ربانی ج ۲،۳ص ۱۹۴، ۱۹۵

(سلسلة الكذابين)

ارشاد الحق اثری کے جھوٹ

☆فضیلۃ الشیخ علامہ عبد الغفار ذہبی

اثری جھوٹ نمبر ۲۱: جناب ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ ''سلف صالحین میں تو تقلید شخصی کا کہیں وجود ہی نہیں تھا۔''(۱)

جبکہ اہل مدینہ میں (عام صحابہؓ وتابعینؒ) سیدنا زید بن ثابتؓ المدنی [م۴۵ھ] کی تقلید شخصی کرتے تھے حتی کہ ان کے مقابلے میں سیدنا ابن عباس المکی [م۶۸ھ] کے قول کو بھی قبول نہیں کرتے تھے۔(بخاری؛ ج۱ص۲۳۷) اسی طرح اہل یمن میں (عام صحابہ وتابعین) سیدنا معاذ بن جبلؓ [م۱۸ھ] کی تقلید شخصی کرتے تھے اور بغیر مطالبہ دلیل ان کے قول پر عمل کرتے تھے۔(۲)

یہ خیر القرون کا زمانہ ہے اور صحابہ وتابعین نبی اقدس ﷺ کی دنیاوی حیات میں اور بعد میں تقلید شخصی کرتے تھے اور یہ تقلید شخصی کے وجود کا بین ثبوت ہے۔لہذا اس حقیقت سے آنکھیں چرانا اور یہ کہنا کہ سلف صالحین میں تو تقلید شخصی کا کہیں وجود ہی نہیں تھا، جھوٹ ہے اور ہمیں یقین ہے کہ آپ کا ضمیر آپ کو ضرور ملامت کر رہا ہوگا۔

(اثری جھوٹ نمبر ۲۲) ارشاد الحق اثری نے اپنی کتاب ''مقالات اثری'' میں لکھا ہے کہ ''امام ذہبی نے تقلید کی تردید ورد کیا ہے۔''(۳)

حالانکہ امام ذہبی [م۷۴۸ھ] نے امام قاضی عیاضؒ [م۵۴۴ھ] سے ائمہ اربعہ کی تقلید کے جواز پر اجماع امت نقل کیا ہے۔اور مزید فرمایا: ''جو آدمی اجتہاد کے درجہ پر فائز ہو اس کے لیے تقلید ضروری نہیں اور ایک عام آدمی جس میں اجتہاد کی شرائط پوری نہیں اس کے لیے کبھی بھی اجتہاد کرنا جائز نہیں۔(۴)

قارئین! اب آپ اثری صاحب کی عبارت کو دوبارہ پڑھیں اور خود فیصلہ کریں کہ امام ذہبی

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ (۱) مقالات اثری ج۱ص۳۲ (۲) ابوداؤد؛ ج۲ص۱۴۹، ترمذی؛ ج۱ ص۱۴۹، بخاری؛ ج۲ص۹۹۸ (۳) مقالات اثری؛ ج۱ص۴۹ (۴) سیر اعلام النبلاء؛ ج۱۱ص۴۷۱: ج۶ص۳۲۴

منکر تقلید ہیں یا ان کو منکر قرار دینے والا جھوٹ بول رہا ہے۔

اثری جھوٹ نمبر۲۳: ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے :''امام ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں باقاعدہ ''**باب فساد التقلید ونفیہ**'' کے عنوان سے باب قائم کر کے تقلید وجمود کی تردید کی ہے اور مقلدین کے دلائل کا دندان شکن جواب دیا ہے۔''(۱)

جبکہ امام ابن عبدالبر مالکی[م۴۶۳ھ] نے تقلید کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں چنانچہ اپنی کتاب جامع بیان العلم میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ''**مایجوز من التقلید وماحرم منہ**''(۲)

یعنی تقلید کی ایک قسم جائز ہے اور ایک حرام ہے دوسرے الفاظ میں آپ اس کو تقلید محمود اور تقلید مذموم کہہ لیں تو امام ابن عبدالبر نے تو تقلید مذموم کو حرام کہا اور اس کے بارے ہمارا نظریہ بھی وہی ہے جو امام ابن عبدالبر کا ہے کہ تقلید مذموم حرام ہے۔

قارئین! ہم مزید ایسے چند حوالے آپ کے علم میں لانا ضروری سمجھتے ہیں کہ امام ابن عبدالبر کی آڑ میں جھوٹ کا دھندہ چلانے والوں سے آپ یہ حوالہ جات دکھا کر سوال کر سکیں کہ امام ابن عبدالبر تو تم کیوں خواہ مخواہ اپنی طرف کھینچ رہے ہو جبکہ امام موصوف اپنی اسی کتاب کے مختلف مقامات پر کہہ رہے ہیں کہ..................

☆......احکام شریعہ سے ناواقف آدمی کے لیے تقلید لازمی ہے۔

قال ابن عبدالبر :''(فی حق الجاهل)ومن کانت هذه حاله فالتقلید لازم له.''

☆......عام آدمی (جو درجہ اجتہاد پر فائز نہ ہو) اس پر علماء کی تقلید ضروری ہے۔

قال ایضا......''فان العامة لابدلها من تقلید علمائهما.''

☆......عام آدمی پر تقلید کے لازمی ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں اس لیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جب تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لیا کریں۔

وقال ایضا......لم تختلف العلماء ان العامة علیها تقلید علمائهاانهم المرادون بقول الله عزوجل فاسلوا اهل الذکران کنتم لاتعلمون.

☆......اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ عام آدمی پر عالم (مجتهد) کی تقلید کرنا ضروری ہے۔

(۱) مقالات اثری؛ ج۱ص۴۷ (۲) جامع بیان العلم؛ ج۱ص۳

قال ایضا ......''لابدله من تقلید عالمه فیما جهل لاجماع المسلمین.''(۱)

تقلید کے بارے میں امام ابن عبدالبرؒ کی اتنی صریح عبارات کے ہوتے ہوئے بھی ان کو تقلید کا منکر کہنا سفید جھوٹ ہے۔(اعاذنا اللہ منہ)

(اثری جھوٹ نمبر۲۴) ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے:''خلاصہ کلام کہ تعامل حجت قاطعہ نہیں اصل حجت قرآن وسنت یا پھر اجماع ہے۔''(۲)

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ

ایک مجلس کی اکٹھی تین طلاقیں ہوں یا علیحدہ علیحدہ اس پر اجماع ہے کہ تین ہی ہوتی ہیں(۳) اور سب غیر مقلد اس کو ایک طلاق رجعی قرار دیتے ہیں اگر آپ میں صداقت ہے تو ایک مجلس کی تین طلاقوں پر تین طلاقیں واقع ہونے کا فتوی دیں یا پھر سیدھا سیدھا کہہ دیں کہ میں نے یہ کہہ کر کہ ''اصل حجت قرآن وسنت یا پھر اجماع ہے۔'' جھوٹ بولا ہے۔

وقت ایک عام نعمت ہے!

''الغرض وقت وہ سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے یکساں عطا ہوا ہے، جو لوگ اس سرمائے کو معقول طور سے اور مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں۔ جسمانی راحت اور روحانی مسرت ان ہی کو نصیب ہوتی ہے وقت ہی کے صحیح استعمال سے ایک وحشی مہذب بن جاتا ہے اور ایک مہذب فرشتہ سیرت اس کی برکت سے جاہل، عالم، مفلس، تونگر، نادان، دانا بنتے ہیں وقت ایک ایسی دولت ہے جو شاہ وگدا، امیر وغریب طاقت ور اور کمزور سب کو یکساں ملتی ہے۔''

(مخزن اخلاق ص۲۰۶)

(۱) جامع بیان العلم؛ امام ابن عبدالبر ج۲ص۱۱۱، ۱۴۰، ۴۴ بیروت (۲) مقالات اثری؛ ج۱ص۱۰۶

(۳) کتاب الاجماع؛ امام ابن المنذر ص۹۲، طحاوی؛ ج۲ص۳۴، نووی شرح مسلم؛ ج۱ص۴۷۷

احتساب (دوسری قسط)

آخر مان ہی گئے نا!!!

☆مولانا رضوان عزیز

5: اور مبشر ربانی کی راگنی بھی سنتے چلیے وہ کس دھن میں ان دو اصول کی قوالی گا رہے ہیں۔

''ہمارے عقائد و اعمال کا اثبات اللہ کے قرآن اور نبی محمد ﷺ کی حدیث و سنت سے ہوتا ہے۔ یہ دو چیزیں اصل الاصول ہیں۔''(۱)

مزید لکھتے ہیں:

''جب کوئی شخص قرآن وحدیث سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اللہ رسول کے علاوہ کسی کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض کر لیتا ہے تو پھر گمراہی کا دروازہ کھل جاتا ہے اور امت مسلمہ کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے۔''

علی زئی صاحب! ذرا اس عبارت کو دوبارہ پڑھیے تمہارے نام نہاد شیخ الاسلام مبشر ربانی نے قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کو گمراہی اور امت کی بربادی قرار دیا ہے۔ مگر آپ نے اجماع امت اور قیاس، اجتہاد، آثارِ سلف صالحین کو اختیار کر کے کہیں مبشر ربانی کے تیار کردہ گمراہی اور تباہی کے چوکھٹے میں اپنی تصویر تو نہیں ٹانگ دی؟ یا پھر اپنے ہی مسلک والوں کو صرف قرآن وحدیث کا نعرہ لگانے کے جرم میں آپ جھوٹا اور فتنہ پرور ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

خیر! یہ آپ کے گھر کا مسئلہ ہے مبشر ربانی جھوٹا اور فتنہ پرور ہے یا آپ امت مسلمہ کی تباہی کا ذریعہ ہیں؟

6: آپ کا استاد بدیع الدین راشدی اپنے ایک فتوی میں کہتا ہے: ''ہم قرآن وحدیث کے علاوہ کسی اور چیز کو سند نہیں سمجھتے۔''(۲)

یہ ہیں آپ جیسے لوگوں کے جھوٹے اور فتنہ پرور شیخ۔ جو قرآن وحدیث کے علاوہ کسی اور چیز کو سند

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) مقدمہ تلاش حق ص ۳۷ طبع دار الاندلس (۲) بحوالہ التنقید المضبوط فی تسوید تحریر الملبوط ص ۹

نہیں سمجھتے اور ایک آپ ہیں کہ اپنی ''تشکیک'' کو تحقیق سمجھ کر اپنے ہی مسلک کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں؟؟؟

7: آپ کا ایک اور پروفیسر جس کی صدارت میں آپ مناظرے کرتے تھے اور ''ہار'' جاتے تھے، طالب الرحمان۔ وہ اپنی کتاب ''آیئے عقیدہ سیکھیے'' کے صفحہ نمبر ۲۵۲ پر خود ساختہ سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے:

''صحیح راہ یہی ہے کہ قرآن وحدیث کو معیار بنایا جائے شرعی امور میں عقل کو دخل نہ دے اور ان ہی دو چشموں یعنی قرآن حدیث سے روح کو سیراب کیا جائے۔''(۱)

حافظ زبیر صاحب! یہ بھی آپ ہی کے اہل حدیث ہیں جنہوں نے صرف دو قسموں اور دو اصولوں کا نعرہ بلند کیا ہے اور آپ نے انہیں جھوٹا اور فتنہ پرور قرار دیا ہے۔ مگر طالب الرحمٰن نے یہ بات کہہ کر کہ ''شرعی امور میں عقل کو دخل نہ دے۔'' اپنی کم عقلی بلکہ بے عقلی پر بڑا اچھا پردہ ڈال لیا ہے، مگر جناب! اجتہاد تو ہوتا ہے عقل کے ساتھ ہے اور آپ کے فرقے میں عقل کا استعمال ایسے حرام ہے جیسے اسلام میں شراب حرام۔ مندرجہ بالا طالب...... کی تحریر سے واضح ہے لیکن تم کہہ رہے ہو کہ ''اجتہاد جائز ہے۔''

طالب الرحمٰن کہتا ہے کہ سیدھی راہ شرعی امور میں عقل کا استعمال نہ کرنا ہے مگر جناب الٹی بانسری بجا رہے ہیں۔

خدایا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے، سلطانی بھی عیاری

8: جناب علی زئی صاحب! آپ کے شیخ طالب الرحمان نے آپ کے فرقے اھل حدیث کی کیسی گت بنائی ہے اور اسے گمراہ قرار دیا ہے چنانچہ انہوں نے ایک سوال خود بنایا یا واقعۃً ان سے کسی نے پوچھا۔

س: گمراہ فرقے کون سے ہیں؟

ج: وہ جو قرآن وحدیث کے علاوہ کسی تیسری چیز کی طرف دعوت نہ دیں۔(۲)

اس کے برعکس آپ کہہ رہے ہیں: ''اہل حدیث کے خلاف بعض جھوٹے اور فتنہ پرور یہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ اہل حدیث کے نزدیک شرعی دلیلیں صرف دو ہیں: قرآن وحدیث، تیسری کوئی

(۱) آیئے عقیدہ سیکھیے؛ ص ۲۵۲ (۲) آیئے عقیدہ سیکھیے؛ ص ۲۷۳

دلیل نہیں۔''(۱)

ہم نے آئینہ سامنے کر دیا ہے طالب الرحمٰن کے نزدیک قرآن وحدیث کو چھوڑ کر تیسری چیز (اجماع، قیاس، اجتہاد، اولیٰ غیر اولیٰ مصالح مرسلہ وغیرہ) کی طرف دعوت دے کر آپ اور آپ کا فرقہ گمراہ ہوا یا پھر صرف دو اصولوں کی رٹ لگا کر طالب الرحمٰن اور اس کا فرقہ جھوٹا اور فتنہ پرور ہوا؟ **وقالت اليهود ليست النصارىٰ علىٰ شئ وقالت النصارىٰ ليست اليهود على شئ**......

''یہودی کہتے ہیں عیسائیوں کے پاس کچھ نہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہودیوں ے پاس کچھ نہیں۔'' بالکل اسی طرح فرقہ اھل حدیث کا ایک گروہ (زبیر علی زئی) کہتا ہے: ''جو کہے اھل حدیث کے دو اصول ہیں، وہ جھوٹا اور فتنہ پرور ہے۔'' دوسرا گروہ (جن کی عقل بقول ان کے استعمال کے الزام سے بری ہے) وہ تیسری چیز کی دعوت دینے والے کو گمراہ کہہ رہے ہیں۔''

یہ پہلے اپنے گھر کا فیصلہ خود کر لیں کہ کون گمراہ ہے؟ اور کون جھوٹا اور فتنہ پرور؟ اھل السنۃ والجماعۃ پر تبرابازی پھر کر لیں۔ ھم آپ کو اس سے منع نہیں کریں گے۔

ہم نے ہر حال میں اس شوخ کے گن گائے ہیں
دے چکے داد وفا داد جفا بھی دیں گے

9: آپ کے خطیب الہند محمد جوناگڑھی اپنی کتاب ''طریقِ محمدی'' میں رقم طراز ہیں:

''برادران! آپ کے دو ہاتھ ہیں اور ان دونوں میں دو چیزیں شریعت نے دے دی ہیں ایک میں ہے کلام خدا اور دوسرے میں کلام رسول اللہ ﷺ، ایک میں خدا کی عبادت اور دوسرے میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت۔ اب نہ تیسرا ہاتھ نہ تیسری چیز۔''(۲)

آپ کے جوناگڑھی صاحب تو تیسری چیز کے وجود کے سرے سے قائل ہی نہیں، مگر جناب نے انہیں جھوٹا اور فتنہ پرور قرار دے کر جانے کہاں سے تیسرا ہاتھ نکال کر اجماع امت، اجتہاد، آثار سلف صالحین، قیاس، اولیٰ غیر اولیٰ اور مصالح مرسلہ وغیرہ پکڑ لیے حالانکہ آپ کے پیشواؤں کے تیار کردہ دین میں تو تیسری چیز کو لینا، خدا کے عذاب کو دعوت دینا ہے۔ مثلاً محمد جوناگڑھی مزید لکھتا ہے:

''قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے ادھر ادھر جھانکنا، تاکنا مسلمان کی شان نہیں بلکہ ایسا کرنا

(۱) الحدیث جلد ۶ شمارہ نمبر ۱۱ نومبر ۲۰۰۹ء (۲) طریق محمدی؛ ص ۱۲

خدا کے عذابوں کو مول لینا ہے اور اپنی جان کو ذلت میں ڈالنا ہے۔''(۱)

''علی زئی صاحب! شاید آپ کو بھی اپنے مسلک میں عزت راس نہیں آئی جو سب فرقہ اہل حدیث کے افراد کو جھوٹا اور فتنہ پرور کہہ دیا۔''

10: آپ کا مسلک بھی عجیب ''چوں چوں کا مربہ'' ہے کہ اپنے ذاتی اجتہاد کو تو مانتا ہے اور دوسروں پر بھی زبردستی مسلط کرتا ہے مگر دو اصول کی رٹ لگانے والو! تمہارے نزدیک تو نبی ﷺ کی رائے اور اجتہاد بھی حجت نہیں تھی اور آج آپ اجماع امت اور قیاس کو مان رہے ہیں؟؟؟

محمد جوناگڑھی لکھتا ہے:

''بزرگوں کی مجتہدیوں اور امام کی رائے قیاس اجتہاد و استنباط اور ان کے اقوال تو کیا؟ شریعت اسلام میں تو خود پیغمبر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی حجت نہیں۔'' (یعنی نبی کا اجتہاد و قیاس حجت نہیں)(۲)

یہ حوالے زبیری مذہب میں جھوٹے اور فتنہ پرور قرار دیے جانے والے مسلک اھل حدیث کے سرخیلوں کے متعلق تھے جن کی فہرست بہت طویل ہے مگر ''دل آزدہ شوی ورنہ سخن بسیار است''، ھم زبیر علی زئی کو مزید کو بوکھلاہٹ کا شکار نہیں کرنا چاہتے۔

اللہ اپنے پیارے کو دنیا سے بچاتا ھے

''قتادہ بن نعمان ♒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ♏ نے فرمایا جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو دنیا سے اس کو اس طرح پرہیز کراتا ہے جس طرح کہ تم میں سے کوئی اپنے مریض کو پانی سے پرہیز کراتا ہے جب کہ اس کو پانی سے نقصان پہنچتا ہو۔''

(مسند احمد، ترمذی)

(۱) طریق محمدی؛ ص ۱۲ (۲) طریق محمدی؛ ص ۴۰ از جوناگڑھی

اسٹریلیا سے آئے چند سوالات کے جوابات

☆مولانا مقصود احمد

غیر مقلدین سے بات کرنے کا طریقہ:

یہ ہے کہ ان سے وہ کام جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں بلکہ مجتہدین نے اجتہاد سے نکالے ہیں اور یہ ان کی تقلید کرتے ہوئے عمل کرتے ہیں تو اس پر قرآن وحدیث سے دلائل کا مطالبہ کیا جائے اور اگر ہمارے کسی مسئلہ پر اعتراض کریں تو اس کی ضد یعنی دوسری شق کو ثابت کرنے لے لیے قرآن وحدیث کا مطالبہ کیا جائے اور اس کے لیے حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ کے بتائے ہوئے غیر مقلدین کے چھ نمبر کا مطالعہ کیا جائے۔

ہمارے اہل السنّت والجماعت کے ہاں شرعی دلائل چار ہیں: قرآن، سنت، اجماع امت اور قیاس شرعی۔ کیونکہ بعض شرعی مسائل ایسے بھی ہیں جو صراحتاً قرآن وحدیث میں موجود نہیں مثلاً:

۱: موبائل پر ہونے والے نکاح وتجارت کا حکم

۲: خون منتقل کرنا

۳: بھیڑیے کے جوٹھے کا حکم

۴: مچھر گرے پانی کا حکم۔ وغیرہ

بلکہ قرآن وحدیث میں غور وخوض کے بعد ماہرین قرآن وحدیث کے اجتہاد سے معرض وجود میں آتے ہیں اور یہ اجتہاد کا اس امت محمدیہ ﷺ کو ملنا یہ اسی امت ہی کی خصوصیت ہے جس کے ذریعہ علماء امت نے پیش آمدہ مسائل کو حل کیا ہے۔

لہذا اس مختصر تمہید کے بعد فقط قرآن وحدیث سے جواب کا پابند کرنا یہ اصل دین سے جہالت کی علامت ہے اب آپ کے سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۱: میت کو غسل سے پہلے وضو کرانا کیسا ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ نے غسل دینے سے پہلے وضو کرانے کا حکم دیا ہے اور یہ وضو کرانا سنت ہے۔(۱)

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) کتاب الآثار امام ابو یوسف ص ۷۶، بخاری ج ۱ ص ۱۶۸، مسلم ج ۱ ص ۳۰۵، فتاوی عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۷۴، ھدایہ ج ۱ ص ۱۵۸ وغیرہ

سوال نمبر ۲: مردہ عورت کے بالوں کو کتنے حصوں میں تقسیم کیا جائے؟

جواب: اہل السنّت والجماعت احناف کے ہاں عورت کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے قمیض کے اوپر ڈال دیا جاتا ہے۔ چنانچہ فقہ کی معتبر ترین کتاب الھدایہ میں لکھا ہے:

"یجعل شعرها ضفیر تین علی صدرها فوق الدرع"(۱)

عورت کے بالوں کو دو حصوں میں کر کے قمیض کے اوپر سینے پر ڈالے جائیں۔

یہی ہمارے ہاں مشروع طریقہ ہے اس کے برعکس فرقہ اہل حدیث عورت کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر کے پیچھے کی جانب یعنی پیٹھ کمر پر چھوڑ دیتے ہیں اور دلیل میں بخاری ج ۱ ص ۱۶۹ سے حضرت ام عطیہ کی حدیث پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دینے کے بعد ان کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈال دیے۔

تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہ عمل حضور ﷺ کا بتایا ہوا نہیں ہے بلکہ یہ حضرت ام عطیہ ؓ کا خود اپنا عمل ہے۔(۲)

اور حضور ﷺ کو اس عمل کا علم بھی نہیں ہوا کیونکہ یہ عورتوں کا مسئلہ تھا تو انہوں نے خود بخود یہ طریقہ اختیار کیا۔ بدائع الصنائع؛ امام کاسانی جلد دو کے صفحہ اکتالیس پر لکھا ہے:

"ولیس فی الحدیث ان النبی ﷺ علم ذالک"

جبکہ حضرات فقہاء نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ پیچھے کی جانب بالوں کو ڈالنا ایام زندگی میں زینت کے طور پر ہوتا ہے اور موت کے بعد زینت کی ضرورت نہیں لہذا پیچھے نہ ڈالیں۔(۳)

یہ عمل حضرت عطیہ صحابیہ ؓ کا تھا اور فرقہ اہل حدیث کے ہاں تو قول وفعل صحابی حجت نہیں ہے۔(۴)

سوال نمبر ۳: ازار کس کو کہتے ہیں اور کتنی بڑی ہو اور کہاں تک ڈالی جائے؟

جواب: ازار کا معنی اردو زبان میں بڑی چادر سے کیا جاتا ہے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب "مصباح اللغات؛ ص ۳۳" پر ہے۔ الازار: ہر وہ چیز جو تم کو ڈھانپ لے، چادر اور یہی معنی فقہ کی کتابوں میں بھی کیا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ کی معروف کتاب "ھدایہ" پر ہے

(۱) ہدایہ ج ۱ ص ۱۵۹

(۲) (حاشیہ بخاری ج ۱ ص ۱۶۹، حاشیہ ابوداؤد ج ۲ ص ۹۵

(۳) بدائع الصنائع؛ ج ۲ ص ۴۲

(۴) الروضۃ الندیہ؛ نواب صدیق حسن خان ج ۲ ص ۲۹ فتاوی نذیریہ ج ۱ ص ۳۴۰

الازار من القرن الی القدم کہ چادر وہ ہے جو سر سے پاؤں تک آئے۔ اسی طرح معروف فتاوی کی کتاب عالمگیریہ پر بھی یہی تعریف کی گئی ہے(۱)

جبکہ فرقہ اہل حدیث ازار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو کمر سے پاؤں تک آئے۔

حالانکہ ازار کے اس معنی پر کوئی حدیث پیش نہیں کر سکتے

سوال نمبر۳: ازار کُرتے کے نیچے ڈالی جائے یا اوپر؟

جواب: ہمارے اھل السنۃ والجماعۃ کے ہاں پہلے لفافہ (بڑی چادر) پھر کچھ چھوٹی چادر رکھی جائے اور پھر مردہ کو قمیض پہنا کر چھوٹی چادر میں لپٹا جائے پھر بڑی چادر سے۔(۲)

لیکن اگر یہ ترتیب گدل بھی گئی تو کچھ حرج نہیں، جائز ہے۔(۳)

فرقہ اہل حدیث اگر ازار کو قمیض کے نیچے رکھتے ہیں تو اس پر حضور ﷺ کا عمل یا ایک فرمان دکھا کر اپنے اھل حدیث ہونے کا ثبوت دیں۔

سوال نمبر۴: مرد اور عورت کے کفن کے کتنے کپڑے ہوتے ہیں؟

جواب: مرد کے کفن کے لیے تین کپڑے اور عوت کے لیے پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ حضور ﷺ کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا۔(۴)

حضور ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کے کفن کے لیے پانچ کپڑے دیے۔ چنانچہ وہ پانچ کپڑوں میں کفنائی گئیں۔(۵)

اس طرح فقہ کی کتب میں بھی یہی عمل لکھا ہے۔(۶)

سوال نمبر۵: عورت کو سینہ بند باندھا جائے گا یا نہیں؟

جواب: عورت کی بڑی چادر کے پر ایک کپڑا ڈالا جائے جس کی چوڑائی گز برابر ہو یہ عورت کے سینہ پر چھوٹی چادر لپیٹنے کے بعد باندھنا سنت ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کے کفن کے لیے پانچ کپڑوں میں سے آخری کپڑا کمر بند عطا کیا تھا جس کے ذریعے سینہ باندھا گیا۔

---

(۱) ج اص ۱۷۶، شامی ج ۳ص ۹۵ (۲) ھدایہ ج اص ۱۵۹، شامی ج ۳ص ۹۸، عالمگیریہ ج اص ۱۷۶

(۳) فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۵ص ۲۵۸ بہشتی زیور) (۴) بخاری ج اص ۱۶۹ سنن ابی داؤد ج ۲ص ۹۶

(۵) سنن ابی داؤد ج ۲ص ۹۷ (۶) ھدایہ ج اص ۱۵۹، شامی ج ۳ص ۹۶ عالمگیریہ ج اص ۱۷۷ فقہ مالکیہ کی معروف کتاب بدایۃ المجتہد ج اص ۲۳۸ کتاب الام؛ امام شافعی ج اص ۱۷۴

,,حتی ناولهن خمسه اثواب آخر هن خرقة تربط بها ثدييها،،

حضور ﷺ نے پانچ کپڑے کفن کے لیے عطا کیے اور آخری کپڑا سینہ بند تھا۔(۱)

جب حدیث میں خرقہ یعنی سینہ بند کا ذکر آ گیا تو اس پر عمل کرتے ہوئے اصل متبع سنت بنیے اور غیر مقلدیت سے بیزار ہو کر اھل السنۃ سے جڑ جانا چاہیے ورنہ اس عمل کے خلاف حضور ﷺ سے صرف ایک فرمان پیش کر کے اپنے عمل کو حدیث سے مضبوط کریں۔

سوال نمبر۶: میت کے ہاتھ کہاں رکھے جائیں؟

جواب: میت کے ہاتھ سیدھے پہلووں کے ساتھ رکھے جائیں۔(۲)

سنہ پر ہاتھ رکھنا مجوس کفار کا عمل ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔

"ویوضع یداه فی جانبیه علی صدره لانه من عمل الکفار." (۳)

لیکن غیر مقلد مسلمانوں کے عمل کو اپنانے کے بجائے کفار کے عمل کو اپنا کر صحیح غیر مقلدیت کا حق ادا کر رہے ہیں۔

کیا یہ اپنے اس عمل پر حضور ﷺ کی ایک صحیح، صریح حدیث پیش کر سکتے ہیں؟ یا قیاس کر کے "شیطان کی اتباع" کرتے ہوئے آخرت تباہ کر رہے ہیں۔

سوال نمبر۷: کیا میت کو نیپی یعنی پائمپر pampers لگائی جائے یا نہیں؟

جواب: شریعت مطہرہ نے نجاست سے صفائی کے لیے درمیان غسل ہلکا ہلکا پیٹ ملنے کا حکم دیا ہے تاکہ پیٹ سے نجاست نکل جائے اگر کوئی نجاست نکلے تو وہی نجاست والی جگہ دھوئی جائے دوبارہ غسل دینا ضروری نہیں کیونکہ کفن دینے کے بعد نجاست کا نکلنا مضر نہیں۔(۴)

اور پائمپر کا استعمال حضور ﷺ کی احادیث سے ثابت نہیں ہے تو اس کو استعمال کر کے فرقہ اہل حدیث خود اور اپنے مردے کو بھی مخالف حدیث وسنت نہ بنائیں اور خالص عقل کے پجاری نہ بنیں بلکہ اپنے اس عمل پر کوئی حدیث رسول ﷺ پیش کریں ورنہ "تقلید" کرتے ہوئے "مشرک" نہ بنیں۔

☆☆☆

---

(۱) بدائع الصنائع؛ امام کاسانی ج ۲ص ۳۸، شامی ج ۳ص ۹۷ ھدایہ ج اص ۱۵۹ (۲) شامی؛ ج ۲ص ۹۰

(۳) فتاوی شامی؛ ج ۳ص ۹۰ (۴) شامی؛ ج ۳ص ۱۰۳، ھدایہ؛ ج اص ۱۵۸، عالمگیریہ؛ ج اص ۱۷۴

علماء اور اولیاء کی بے ادبی

☆مفتی محمد شفیع عثمانیؒ

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی و بے توقیری صرف منافقین ہی کر سکتا ہے ایک بوڑھا مسلمان، دوسرے عالم، تیسرے عادل بادشاہ۔“(۱)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے (یعنی مسلمانوں میں سے) نہیں جو ہمارے بوڑھوں کی تعظیم نہ کرے اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالموں کی قدر نہ کرے اور ہمارے بچوں پر رحم نہ کرے، اور ہمارے عالموں کی قدر نہ کرے۔“(۲) بخاریؒ نے حضرت انسؓ، ابوہریرۃؓ سے ایک حدیث قدسی میں روایت کیا ہے کہ اللہ فرماتے ہیں: ”جو شخص میرے کسی ولی کی توہین کرتا ہے، اس نے گویا مجھے اعلان جنگ دے دیا، ایک اور روایت میں ہے کہ میں اس کو اعلان جنگ دے دیتا ہوں۔“(۳) علماء و اولیاء کی بے ادبی کو بہت سے حضرات نے کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔(۴) اور زرکشی شارح بخاریؒ نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے:

اس حدیث میں غور کرو کہ علماء اور اولیاء کی بے ادبی کی سزا سودخور کی برابر کی دی گئی ہے کیونکہ سودخور کے متعلق قرآن میں ارشاد ہے **”فاذنوا بحربٍ من الله ورسوله“** یعنی سود کھانے والے اللہ اور رسول ﷺ کی جنگ کے لیے تیار ہو جائیں اور حافظ حدیث امام بن عساکرؒ نے فرمایا ہے: ”اے عزیز! اللہ تمہیں اور ہمیں توفیق کامل عطا فرمائیں اور صراط مستقیم کی ہدیت کریں خوب سمجھ لو! کہ علماء کے گوشت زہر آلود ہیں اور اللہ کی یہ عادت معلوم و مشہور ہے کہ علماء کی تنقیص و توہین کرنے والوں کو رسوا و فضیحت کر دیتے ہیں اور جو شخص علماء پر عیب گیری کرتا ہے اللہ اس کو مرنے سے پہلے دل کی موت میں مبتلاء کر دیتے ہیں۔

علماء کے گوشت زہر آلود ہونے سے اشارہ اس طرف ہے کہ کسی کی غیبت کرنے کو قرآن کریم میں اس کا گوشت کھانا قرار دیا ہے تو جو شخص علماء کی غیبت کرتا ہے وہ گویا ان کا گوشت کھاتا ہے مگر ان کا گوشت زہر آلود ہے جو شخص اس کو کھائے گا اس کا دین تباہ ہو جائے گا اور دل کی موت سے مراد یہ ہے کہ اس میں نیکی، بدی، بھلائی اور برائی کا احساس نہ رہے، نیکی کو برا اور بدی کو اچھا سمجھے لگے۔

(۱) طبرانی بسند حسنہ الترمذی عن ابن امامہ۔ از؛ زواجر
(۲) احمد باسناد حسن: از؛ زواجر ج اص ۷۸
(۳) از زواجر
(۴) کذافی الزواجر

چھوٹے میاں! سبحان اللہ

☆مولانا محمد محمود عالم صفدر

حالانکہ بڑے میاں خود کذاب و دجال ہونے کے ساتھ ساتھ بدعتی اور اہل سنت سے خارج ہو کر فرقوں والی حدیث کی رو سے فرقہ اہل نار میں داخل ہیں۔ بڑے میاں اور چھوٹے میاں سے ہم پوچھتے ہیں کہ آپ کے ہاں کذاب ہونے کا معیار کیا ہے؟ ایک صد جھوٹ کا باوجود اگر بڑے میاں کذاب نہیں بنے بلکہ صدوق رہتے ہیں تو پھر شاید دنیا میں کذاب کی جرح کسی پر نہ ہو سکے چھوٹے میاں اگر بڑے میاں کے سو جھوٹوں کو محقق العصر علامہ ذھبی نے بیان کیا ہے، ان کا جواب دے لیتے تو بہتر تھا کیوں کہ بڑے میاں پر تو عاجز ہونے کی وجہ سے سکوت مرگ طاری ہے، چھوٹے میاں نے یہ بھی لکھا کہ ”محمود صفدر نے ماسٹر امین کے مناظروں کو قطع و برید کا ساتھ شائع کیا۔“

اس میں چھوٹے میاں کا قصور نہیں ہے عربی کا مشہور مقولہ ہے **”المراء یقیس علی نفسہ۔“** (آدمی اپنے اوپر دوسروں کو قیاس کرتا ہے) بندہ کے پاس ان تمام شائع شدہ مناظروں کی کیسٹیں موجود ہیں اور ان سے بعینہ نقل کئے ہیں، چھوٹے میاں سرگودھا آ کر تسلی فرما سکتے ہیں۔

جناب نے اعتراض کیا ہے کہ شمشاد سلفی سے مناظروں میں حضرت اوکاڑوی نے کہا کہ سب سے پہلے دلیل قرآن سے ہو پھر حدیث سے اور چتروڑی سے مناظرہ کرتے وقت کہا کہ سب سے پہلے حدیث پیش کرنی چاہیے۔

استاذ العلماء رئیس الاولیاء مناظر اہلسنت حضرت مولانا خیر محمد جالندھری فرمایا کرتے تھے کہ پاکستان بننے کے بعد سکھوں کو تو عقل آ گئی ہے مگر غیر مقلدین کو نہیں آئی چھوٹے میاں کی اس تحریر کو پڑھ کر یہ بات بندہ کے لیے حق الیقین ہی نہیں بلکہ عین الیقین کی درجہ تک پہنچ گئی ہے ”قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید“ مولانا نے درست فرمایا تھا اگر قرآن پاک کی تفسیر، واضح احادیث صحیحہ فرما رہی ہوں تو قرآن سے استدلال فہم سامع کے لیے مفید ہو گا اور اگر قرآن پاک کی تفسیر، واضح احادیث سے نہ ثابت ہو تو بجائے اس کے کہ تفسیر بالرائے کر کے خوارج کی طرح گمراہی ہی کا راستہ ہموار کرے اور

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

''ضلوا افاضلوا'' کا مصداق بنے، تو استدلال احادیث سے شروع کرنا چاہیے اور مجتہد کے لیے ترتیب یہ ہے کہ وہ جب بھی کسی مسئلہ میں تحقیق شروع کرے تو سب سے پہلے یہ دیکھے کہ کیا اس مسئلہ پر اجماع منعقد ہو چکا اگر اجماع نہ ہو تو پھر کتاب اللہ اور پھر سنت رسول اللہ ﷺ کی طرف نظر کرے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے بندہ کی کتاب ''تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاء'' ص۲۴۴ رئیس المناظرین حضرت اوکاڑوی ؒ نے پروفیسر عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد سے کہا تھا کہ دلائل پہلے قرآن سے پیش کرو اس لیے کہ اس مسئلہ میں بحمد اللہ احناف کی ساتھ قرآن ہے حضرت نے آیت مبارکہ ''**واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون**۔'' پیش فرما کر تقریباً 4 صحابہ اور 18 تابعین سے اس کی تفسیر پیش فرمائی تھی۔

احمد سعید ملتانی غیر مقلد مماتی نے خوارج کے طریقے پر چل کر قرآن سے اپنی ناقص فہم سے ناقص استدلال پیش کرنے تھے رئیس المناظرین نے اس کے غلط استدلال کا ناطقہ بند کرنے کے لیے احادیث واضحہ سے گفتگو شروع فرمائی خلیفہ راشد سیدنا علی کرم اللہ وجہ کے فرمان کو پیش فرمایا کہ وہ خوارج کا ناطقہ بند کرنے کے لیے ایک اہم حیثیت کا حامل ہے۔ قصور اس میں رئیس المناظرین کا ہے یا چھوٹے میاں کی عقل کا؟

حدیث معاذ بن جبلؓ: چھوٹے میاں نے حدیث معاذ بن جبلؓ کو بھی ضعیف اور مردود کہا ہے حالانکہ اس حدیث کو تلقی بالقبول کا شرف حاصل ہے۔

چھوٹے میاں نے دوسرے اعتراض میں کہا ہے کہ شمشاد سلفی غیر مقلد کو اوکاڑوی نے یہ کہا'' کہ کتاب القرأۃ ان کی آخری پناہ گاہ ہے اور یہ چھوٹی سی کتاب ہے اور حیات انبیاء کے مناظرے میں امام بیہقی کی چھوٹی سی کتاب ''جز حیات انبیاء'' سے استدلال کیا تو چتروڑی نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ امام بیہقی نے اپنی اسناد سے احادیث نقل کی ہیں کتاب کے چھوٹے بڑے ہونا کا سوال نہیں۔''

چھوٹے میاں کا یہ اعتراض بھی اس کی کم فہمی کی دلیل ہے چھوٹے میاں کی جماعت دن رات لوگوں کے سامنے بخاری بخاری کا نعرہ لگاتی ہے اور بخاری کا نعرہ لگا کر احادیث کی دوسری کتب کی عظمت کم کرتی ہے زیادہ سے زیادہ صحاح ستہ کی شرط لگا دیتی ہے لیکن جب قرأت خلف الامام کا مسئلے یہ گفتگو کی باری آتی ہے تو غیر مقلدین کا ساتھ جب صحاح ستہ چھوڑ جاتی ہے تو ان کی آخری پناہ گاہ کتاب القرات بیہقی ہوتی ہے اس پہ بھی ان کو وہ مار پڑتی ہے کہ ''خدا کی پناہ''

عبداللہ بہاولپوری غیر مقلد اور شمشاد غیر مقلد سے مناظرے کی کیسٹیں شاہد ہیں بندہ کے پاس موجود ہیں منگوا کر سنی جا سکتی ہیں یہ تو ان کا دعوے پر پکڑ کے لیے حضرت نے فرمایا تھا ہمارا دعوی نہ بخاری کا ہے نہ صحاح ستہ کا جیسا کہ ہماری کتب اصول میں موجود ہے۔

چھوٹے میاں کا تیسرا اعتراض انتہائی دجل و تلبیس پر مبنی ہے کہتے ہیں کہ'' اوکاڑوی نے کہا کہ میں امام شافعی کی تقلید نہیں کرتا پھر یہ کہا کہ ہم اہلحدیث بھی امام شافعی کی تقلید نہیں کرتے۔'' یہ کہ کر چھوٹے میاں خوشی سے پھولے نہیں سماتے کہ امام شافعی کی تقلید نہ کرنے میں ہم غیر مقلدین اور اوکاڑوی برابر ہیں۔ چھوٹے میاں کے علم میں یہ موٹی سی بات بھی نہ آئی کہ حضرت اوکاڑوی کے برابر چھوٹے میاں اور اس کی پارٹی تب ہوتی جب اوکاڑوی بھی چھوٹے میاں اینڈ کمپنی غیر مقلدین کی طرح کسی کی تقلید نہ کرتے جبکہ حضرت اوکاڑوی تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ جیسے امام الفقہاء کے مقلد ہیں چھوٹے میاں کو حضرت اوکاڑوی کی برابری کا شوق تو ہے مگر......

چھوٹے میاں نے یہ بھی طعنہ دیا کہ اوکاڑوی کے نزدیک اگر کوئی کسی کی تقلید نہ کرے اور پھر اس کی کتاب کا حوالہ دے تو گویا وہ اس کی چوکھٹ پر چلا گیا۔ اب چھوٹے میاں یہ بات کہ کر کہ اوکاڑوی نے بیہقی کا حوالہ پیش کیا گویا اس کی چوکھٹ پر گیا۔'' آپے سے باہر ہو رہے ہیں کہ میں نے بہت بڑا تیر مار لیا ہے چھوٹے میاں کا یہ تیر مار کر اپنے آپ کو تیر انداز سمجھنا انتہائی کج فہمی کا شاخسانہ ہے اور اس اندھے کی مثال سے بھی بدتر ہے کہ جس کا تیر نشانہ پر جا لگا تو وہ چھوٹے میاں کی طرح اپنے آپ کو تیر انداز سمجھنے گا اس لیے کہ اس کا ایک تیر نشانہ پر لگا تو تھا اگرچہ تکے سے اور چھوٹو میاں کا تو تیر لگا بھی نہیں ہے۔

چھوٹو میاں کو معلوم نہیں یہ بات کیوں سمجھ میں نہ آئی کہ اجماعی مسائل سب کے ہاں متفق ہوتے ہیں اور وہاں سب ایک دوسرے کے حوالے لیتے ہیں رئیس المناظرین حضرت اوکاڑوی نے مسئلہ حیات انبیاء میں بیہقی کا حوالہ لیا، یہ اہلسنت کا اجماعی متفق علیہ مسئلہ ہے۔ اس کا منکر اہل السنّت والجماعت سے خارج ہو کر بدعتی اور گمراہ ہے۔ اسی کا حوالہ بیہقی سے لینا اسی کو چوکھٹ پر جانا نہیں۔ خود چھوٹے میاں کے بڑے میاں نے امام اہل السنۃ ابوالحسن الاشعری کے حوالہ سے حیات عیسی علیہ وعلی نبینا الف الف تحیۃ وسلام پر استدلال کیا ہے(۱)

(۱) دیکھیے الحدیث شمارہ ۶۵ ص ۴۰

عقیدہ عذاب قبر کی صحیح اور غلط صورتیں

☆مولانا نور محمد تونسوی

قارئین کرام! حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کے اس فتویٰ کی زد میں دونوں غلط صورتیں آجاتی ہیں کیونکہ بظاہر دونوں صورتیں اگرچہ متضاد ہیں لیکن انکار تعلق بین الروح والجسد ان دونوں میں مشترکہ چیز ہے۔

بہرحال! اگر صرف روح کی جزاء سزا کا عقیدہ ہو یا صرف بدن کی جزا سزا کا، تو تعلق کا انکار ان دونوں میں پایا جاتا ہے اور تعلق کے انکار کو حضرت مفتی صاحب گمراہی اور حق کے خلاف جنگ کرنا قرار دے چکے ہیں۔

نیز امام شرف الدین نووی لکھتے ہیں قبر میں اعادہ روح ہوتا ہے جس کی وجہ روح اور جسد دونوں معذب ہوتے ہیں اور ابن جریر کرامی وغیرہ اعادہ روح کا انکار کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: ''عذاب صرف بدن کو ہوتا ہے۔'' علامہ نووی اس پر نکیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**ھذا فاسد** .'' یعنی یہ نظریہ فاسد ہے۔(۱)

حضرت مولانا عبدالعزیز پرھاروی عذاب قبر کی صحیح صورت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

''**ان احادیث الصحیحۃ ناطقۃ بان الروح یعاد فی الجسد عندالسوال** .'' یعنی احادیث صحیحہ اس بات پر ناطق ہیں کہ بوقت سوال قبر میں روح کا اعادہ ہوتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں:

''**فالجواب بانکار الاعادۃ غیر موجہ** .'' یعنی اعادہ روح کا انکار نا موافق ہے یعنی نصوص کے خلاف ہے۔

مزید کرامیہ اور معتزلہ وغیرہ جو کہتے ہیں کہ قبر میں میت کو جو عذاب ہوتا ہے بغیر حیات کے ہوتا ہے یعنی صرف بدن کو عذاب ہوتا ہے روح کا اس سے تعلق نہیں ہوتا اس کے متعلق پرھارویؒ فرماتے ہیں:

''**قال المحققون ھذاسفسطۃ** .'' یعنی محققین علماء فرماتے ہیں کہ یہ بات نامعقول ہے

☆مہتمم جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

(۱) نووی شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۶

کیونکہ معقول بات تو یہ ہے کہ روح اور جسد کے مابین تعلق ہو اور اس تعلق کی وجہ سے وہ دونوں عذاب وثواب کا مورد ہوں۔''(۱)

علامہ ابن تیمیہؒ عذاب قبر کی صحیح صورت کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''**الاحادیث الصحیحۃ المتواترۃ تدل علی عود الروح الی البدن وقت السوال** .'' یعنی احادیث صحیحہ متواترہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قبر میں سوال وجواب کے وقت روح لوٹتی ہوتا ہے اور علامہ ابن تیمیہ عذاب قبر کی دو غلط صورتیں کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یا صرف بدن کو ہوتا ہے اور ان کے مابین کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان دونوں صورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں: ''**کلا ھما غلط والاحادیث الصحیحۃ تردہ** .'' اور یہ دونوں صورتیں غلط ہیں اور احادیث صحیحہ اس کی تردید کرتی ہیں۔ پس اکابر علماء اسلام کی تحقیقات اور تصریحات سے یہ بات واضح ہوگی کہ عالم قبر و برزخ کی جزاء سزا میں روح اور جسد عنصری کے مابین تعلق کا انکار کرکے صرف روح یا صرف بدن کی جزا سزا کا قائل ہونا غلط، فاسد، سفسطہ، مردود گمراہی، مکابرہ اور نامعقول بات ہے۔ حق اور معقول بات یہی ہے کہ روح اور جسد عنصری کے مابین تعلق ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ دونوں ثواب وعذاب کو محسوس کرتے ہیں

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اس دور میں بعض لوگوں نے کرامیہ اور معتزلہ کا مذہب اپنا رکھا ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ قبر کی یہ کارروائی صرف روح پر وارد ہوتی ہے اور روح کا دفن کیے ہوئے بدن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ بدن جزا سزا کو محسوس کرتا ہے لیکن جب ان لوگوں سے دو سوال کیے جاتے ہیں تو یہ مجبور ہوکر جسد مثالی کی آڑ لے کر صوفیاء کرام کے دامن میں پناہ لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

پہلا سوال جو ان پر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ روح مجرد کسی کام کے کرنے کیلئے جسم کی محتاج ہے وہ بولتی ہے تو جسم کی زبان اسے کہتی ہے تو جسم کے کانوں سے پکڑتی ہے تو جسم کے ہاتھوں سے چلتی ہے تو جسم کے ہاتھوں سے چلتی ہے تو جسم کے پاؤں سے اگر رنج وراحت کو محسوس کرتی ہے تو جسم کے ساتھ۔ اب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ روح مجرد کو بغیر تعلق جسم کے کیسے جزا سزا دی جاتی ہے روح مجرد نکرین کے سوال کو کیسے سنتی اور کیسے جواب دیتی ہے قدرت خداوندی کا کوئی منکر نہیں لیکن عالم اسباب میں نظر رکھی

---

(۱) نبراس ص ۲۰۹

جائے تو اللہ تعالی نے جب کبھی روح سے کام لیا تو اسے جسم مہیا کیا حتی کہ ''وعدہ الست'' کے موقع پر بھی اللہ نے جب ارواح سے وعدہ لیا تو چیونٹیوں کے برابر اجساد مہیا کیے پھر وعدہ لیا جیسا کہ بخاری شریف میں تصریح موجود ہے تو ثابت ہوا روح کو جسم کی ضرورت ہے اور جسم روح کی مجبوری ہے۔

اور دوسرا سوال جو اُن پر وارد ہوتا ہے کہ یہ ہے کہ صرف اور صرف روح کی جزا سزا کا نظریہ معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کا عقیدہ ہے اور اسی طرح ایک اور سوال بھی ان پر وارد ہوتا ہے کہ عذاب قبر کی اکثر و بیشتر احادیث میں عذاب قبر کی جو تفصیل آئی ہے ان سے جسد کی شمولیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے تو اس قسم کے سوالات سے مجبور ہو کر ان لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے ہم قبر کی کارروائی میں روح کے ساتھ جسم کو بھی شامل سمجھتے ہیں لیکن وہ جسم دنیا والا نہیں ہے بلکہ وہ جسم مثالی ہے روح اس میں حلول کر جاتی ہے اور روح جسم مثالی لے کر سب کچھ کرتی ہے۔

قارئین کرام! یہ سراسر دھوکہ اور وسوسہ ہے، معقول اور وزنی سوالات سے بچنے کی تدبیر ہے، صوفیاء کرام کے دامن میں پناہ لینے کی ایک ناکام کوشش ہے۔

اولا: اس لیے کہ جو صوفیاء کرام جسم مثالی کے قائل ہیں وہ سب حضرات قبر میں مردہ مدفون کے ساتھ روح کا تعلق بھی مانتے ہیں روح اور جسم دونوں کی جزا سزا کے بھی قائل ہیں حتی کہ جسم مثالی کے قائلین علماء عام موتی کے سماع کے بھی قائل ہیں جبکہ یہ لوگ ان سب امور کا انکار کرتے ہیں۔

ثانیا: صوفیاء کرام کے نزدیک جسم مثالی کسی خاص میٹریل سے نہیں بنتا بلکہ وہ جسم اصلی عنصری کا عکس اور ظل ہوتا ہے اسی طرح جسم مثالی جسم اصل کا مرہون منت اور اسی کے دم سے قائم ہوتا ہے جبکہ ان لوگوں کے نزدیک جسد مثالی کسی خاص خمیر سے تیار ہوتا ہے اسی وجہ سے جب یہ لوگ روح کو جسد مثالی میں داخل سمجھ لیتے ہیں تو ان کے لیے جسم اصلی عنصری سے تعلق ماننا مشکل ہو جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ان لوگوں کا مذہب معتزلہ کرامیہ والا ہے نہ کہ صوفیاء کرام والا کیونکہ صوفیاء کرام تو ہمارے اکابر ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ جسم اصلی عنصری سے تعلق مانتے ہیں، پس اگر کوئی شخص جسم عنصری سے تعلق مان کر دونوں کی جزا سزا کا قائل ہو جائے تو وہ ہمارا بزرگ ہے چاہے ایک نہیں کئی مثالی اجسام تجویز کر لے اختلاف تو ان لوگوں سے ہے جو روح کا جسم اصلی عنصری سے تعلق نہیں مانتے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تابعیت

☆محمد عثمان غنی، کراچی

اس موضوع پر کچھ لکھنے سے پہلے تابعیت کی فضیلت اور تابعی کی تعریف جان لینا ضروری ہے۔

تابعیت کی فضیلت: **''والسّٰبقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضى الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنّٰت تجرى تحتها الانهٰر خالدين فيها ابدا ذٰلك الفوز العظيم۰.''(۱)**

ترجمہ: اور جو لوگ قدیم ہیں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے اور مدد کرنے والے جو نیکی کہ ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ راضی ہوا ان سے اور وہ راضی ہوئے اس سے، تیار کر رکھے ان کے واسطے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔

حدیث میں ہے: حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر وہ جو ان سے پیوستہ ہیں پھر وہ جو ان سے پیوستہ ہیں پھر ایسے لوگ آئیں گے کہ ان میں سے کسی کی گواہی اس کی قسم سے پہلے ہوگی اور کسی کی قسم اس کی گواہی سے پہلے۔(۲) اس آیت اور حدیث پر غور کیجیے سابقیت، مقربیت، رضاء الٰہی، وعدہ دخول جنت اور وہاں ھمیشہ ہمیشہ رہنا، فوز عظیم خیریت زمان۔ یہ وہ فضائل اور خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے شرف تابعیت انتہائی قدر و منزلت کی چیز بن گئی ہے۔

تابعی کی تعریف: علامہ محی الدین النووی ''تقریب'' میں تابعی کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''قيل هو من صحب الصحابى وقيل من لقيه وهو الاظهر.''

ترجمہ: کہا گیا ہے تابعی وہ شخص ہے جس نے صحابی کی صحبت اٹھائی ہو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ تابعی وہ ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اور یہی زیادہ ظاہر ہے۔(۳)

تابعی کے تعریف کے متعلق اتنی بات کافی ہے اصول حدیث کے اس متعینہ فیصلہ کی روشنی میں اور تابعی کی اس مسلمہ تعریف کے مطابق آیا امام ابوحنیفہ شرف تابعیت کے حامل ہو سکتے ہیں کہ نہیں؟

(۱) سورہ توبہ آیت نمبر ۱۰۰ (۲) صحیح بخاری ج ا ص ۳۶۲ (۳) تدریب الراوی ص ۵۰۹

اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے دوامور غور طلب ہیں:

اول: یہ کہ امام اعظم نے صحابہ کا زمانہ پایا کہ نہیں؟

دوم: یہ کہ انہوں نے کسی صحابی کو دیکھا نہیں؟

سب سے پہلے امام اعظم کی تاریخ پیدائش پر نظر ڈالنی چاہیے تا کہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی پیدائش کے وقت صحابہ اس دنیا میں موجود تھے یا نہیں؟

امام صاحب کی تاریخ پیدائش کے بارے علامہ خطیب بغدادی، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ آپ کا سن پیدائش سن ۸۰ھ بتایا ہے بعض حضرات نے سن ۶۱ھ اور بعض نے سن ۷۰ھ بھی بتایا ہے علامہ زاہد الکوثری نے سن ۷۰ ہجری کی روایت کو ترجیح دی ہے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب بہت سارے صحابہ اس دنیا میں تشریف فرما تھے متعدد علماء نے ایسے تمام صحابہ کا نام گنوایا ہے جو اس وقت بقید حیات تھے۔

علامہ ہاشم سندھی ''اتحاف الاکابر'' میں فرماتے ہیں:

''فمن الصحابة الذين ادركهم ابو حنيفة الكوفیؓ، عبدالله بن اوفیؓ و منهم انس بن مالكؓ خادم النبی ﷺ منهم عمرو بن حريثؓ ومنهم عبدالله بن الحارث بن جز الزبيدیؓ.''......الخ

ترجمہ: چنانچہ ان صحابہ میں سے جن کو امام ابوحنیفہؒ نے پایا یہ ہیں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ، حضرت انس بن مالکؓ خادم رسول ﷺ، حضرت عمرو بن حریثؓ، حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزالزبیدیؓ وغیرہ صحابہ ہیں۔

جن کو امام ابوحنیفہ نے پایا ہے اس لحاظ سے آپؒ درجہ تابعیت پر فائز ہیں اور تابعی کی فضیلت ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ سابقیت، مقربیت، رضاء الٰہی، وعدہ دخول جنت اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا، فوز عظیم خیریت زمان۔ یہ ساری فضیلتیں امام ابوحنیفہؒ کا حاصل ہیں۔

ملفوظات اوکاڑوی

☆مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا: کسی بھی لا مذہب غیر مقلد سے مناظرہ کرنے سے قبل شرائط مناظرہ، موضوع مناظرہ، منصف، مقام مناظرہ، تعیین تاریخ تحریر کرلیں اور بوقت مناظرہ نہ خود موضوع سے ہٹیں اور نہ ہٹنے دیں۔

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا: بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ غیر مقلدین امام بخاری، امام مسلم اور علامہ ابن حجر وغیرہ کو مقلد ہونے کی حیثیت سے مشرک بھی سمجھتے ہیں پھر انہیں کی مرتب کردہ احادیث وروایات پر اعتماد کر کے خود کو عامل بالحدیث اور موحد بھی کہتے ہیں۔

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا: خلفائے راشدینؓ میں سے کسی ایک خلیفہ کا بھی بلند آواز سے آمین کہنا ثابت نہیں اور نہ ہی ان چاروں خلفاءؓ کے مقتدیوں کا کبھی بھی آمین بلند آواز سے کہنا ثابت ہے بلکہ خلافت راشدہ میں کسی ایک شخص کا آمین بالجہر کہنا ثابت نہیں اگر کسی غیر مقلد میں کوئی دم خم ہے تو خلفائے راشدین میں سے کسی ایک خلیفہ سے یا پورے دور خلافت راشدہ میں ایک ہی مسجد یا ایک ہی شخص کی نشان دہی کریں کہ وہ آمین بالجہر کا قائل تھا اور بلند آواز سے آمین نہ کہنے والوں کو معاذ اللہ یہودی اور بے دین خیال کرتا تھا، دیدہ باید۔

حضرت اوکاڑوی نے فرمایا: ایک دفعہ میں نے ان غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے مولوی سے پوچھا کہ مقتدیوں کی آمین کے بارے میں آپ کے پاس کوئی صحیح صریح حدیث ہے انہوں نے فرمایا: ''بخاری، مسلم وغیرہ میں تو کچھ نہیں صرف ابن ماجہ کی ایک حدیث ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ''ترک الناس التامین.'' سب لوگوں نے آمین کہنا چھوڑ دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ جب سورہ فاتحہ ختم کرتے تو آمین کہتے تھے یہاں تک کہ پہلی صف والے سن لیتے تھے، پھر مسجد گونج جاتی تھی۔'' میں نے کہا یہاں مقتدی آپ نے کسی لفظ سے سمجھا؟ اس نے کہا: ''یہاں مقتدی کا لفظ صراحتاً تو موجود نہیں لیکن مسجد کے گونجنے سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ یہ مقتدیوں کی آواز ہی سے گونج پیدا ہوتی تھی۔'' میں نے کہا آپ کے نزدیک تو قیاس کرنا شیطان کا کام ہے آپ نے یہ شیطانی کام کر کے اپنی اجتہادی شان کو داغدار کرلیا ہے۔

☆ناظم مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

قسط نمبر ۵

الفضل الربانی فی توثیق محمد بن الحسن الشیبانیؒ

☆فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی

۱۶:   امام ھشام بن عبیداللہ الرازیؒ (۱) نے فرمایا کہ جب سیدنا محمد بن الحسن کی وفات کا وقت آیا تو آپ اللہ کے دربار میں حاضری کے خوف سے رو رہے تھے۔ (۲)

قارئین! اللہ کا خوف سے رونا ایک نیک خصلت ہے جو امام محمد بن حسن الشیبانی کو حاصل ہے جب اللہ کا خوف دل میں آجائے تو انسان تمام گناہوں سے بچ جاتا ہے اور دین میں رخنہ اندازی اور کذب گوئی بھی نہیں رہتی امام ھشام بن عبیداللہ نے جو الفاظ آپ کی بابت ارشاد فرمائے ہیں یقیناً یہ آپ کی مدح ہے اور خود زبیر علی زئی کی تصریح موجود ہے کہ "نیک شہرت کی وجہ سے تعدیل ثابت ہو جاتی ہے۔" (۳)

لہذا امام محمد بن حسن الشیبانیؒ عادل ہیں اور امام ھشامؒ کی گواہی بھی ان کی عدالت کو تقویت دے رہی ہے۔

۱۷:   امام محمد بن سلام البیکندیؒ (۴) نے فرمایا "رجل الصالح محمد بن الحسن ." سیدنا محمد بن الحسن نیک صالح آدمی تھے۔ (۵)

قارئین! آپ خود اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کلمات جو امام محمد بن سلامؒ نے امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں یہ ان کی مدح نہیں تو اور کیا ہے؟؟ جو اصول کے لحاظ سے تعدیل وتوثیق بنتی ہے چنانچہ امام محمد بن حسن، امام محمد بن سلامؒ کے نزدیک بھی عادل ہے، سچا ہے اور ثقہ ہے۔

۱۸:   امام محمد بن کامل المروزیؒ (۶) نے فرمایا کہ میں نے امام محمد سے زیادہ خوبصورت، ان کی مجلس سے زیادہ عالی شان مجلس اور ان سے زیادہ اچھی (حدیث وفقہ کی) املاء کے کرنے والا نہیں دیکھا اور وہ سب لوگوں سے زیادہ حجت ودلائل بیان کرنے والے اور سب سے زیادہ پرہیزگار تھے۔ (۷)

☆استاد شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) مشہور امام ہیں ائمہ نے ان کو ثقۃ، صدوق، تیحج بحدیثہ کہا ہے ان کی وفات ۲۲۱ھ میں ہوئی، الجرح والتعدیل ج ۹؛ ص ۸۵

(۲) ذکرہ السمعانی بحوالہ مناقب کردری ج ۲؛ ص ۱۴۹   (۳) الحدیث ش ۵۵ ص ۳۷

(۴) صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مضبوط ترین راوی ہیں ائمہ نے ان کی توثیق بیان فرمائی ہے اور ان کو ثقۃ ثبت کہا ہے؛ وفات ۲۲۷ھ ہے تقریب امام ابن حجر ج ۲، ص ۵۲۲   (۵) ذکرہ السمعانی بحوالہ مناقب کردی؛ ج ۲، ص ۱۵۳

(۶) صحیح نسائی اور صحیح ترمذی راوی ہیں ائمہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ یہ ثقہ راوی ہیں۔ تقریب؛ ج ۲ ص ۵۴۹

(۷) رواہ الحافظ ابو العلاء بحوالہ مناقب کردری؛ ج ۲ ص ۱۶۲

قارئین! خیانت کی حد ہوتی ہے کیا یہ ساری عبارات زبیر علی زئی کی معلومات سے باہر ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ وہ یہ سب کچھ جانتے ہیں مگر اکابر کے ساتھ دشمنی نے ان کو حق کے کتمان کا مرتکب بنایا ہوا ہے اور جان بوجھ کر ایسے عظیم لوگوں کی بدخوئی کر رہا ہے جو آسمان علم وفضل کے تابندہ تارے ہیں۔ خیر! امام محمد بن کامل المروزیؒ نے سیدنا امام محمد بن حسن شیبانیؒ کی تعریف اور مدح وثناء ایسے الفاظ سے کی ہے جس میں زیادتی والا معنی پایا جاتا ہے اور اصول کے مطابق یہ امام محمد بن حسن کی تعدیل وتوثیق ہے۔

۱۹:   امام خلیفہ بن خیاط البصریؒ (۱) نے سیدنا امام محمد بن الحسن کو طبقہ محدثین میں ذکر کیا ہے اور ان کو محدث اور قاضی قرار دیا ہے۔ (۲)

قارئین! باتیں اس بات کی دلیل ہوا کرتی ہیں کہ ان کے نزدیک بھی امام موصوف (محمد بن حسن الشیبانیؒ) سچا، عادل اور ثقہ ہے۔

(۲۰)   امام قتیبہ بن سعید البغلانیؒ (۳) نے فرمایا کہ میں نے امام محمد بن حسن کی شاگردی حاصل کی اور کتبت من کتبہ الکثیر میں ان کی کتب میں سے بہت سی کتابوں کو لکھا اور میں نے کثرت عبادت میں ان سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ (۴)

قارئین!

کوئی پوچھے ان نام نہاد محققین سے کہ جس شخصیت کا امام قتیبہ جیسا مشہور محدث بھی شاگرد ہے جو کہ خود امام بخاری اور امام مسلم کے بھی شیخ ہیں، جب وہ امام محمد بن حسن الشیبانی کی (حدیث میں) شاگردی کر رہے ہیں اور ان کی علمیت، نیکی اور عبادت کو بطور تعریف کے بیان کر رہے ہیں جو کہ اصول کے اعتبار سے امام محمد بن حسن الشیبانی کی تعدیل وتوثیق ہے۔ تو کیا پھر ہم یہ سمجھیں کہ علی زئی اور اسی طرح ان لوگوں (جو امام محمد بن حسن الشیبانی کو اچھا نہیں سمجھتے) کا علم اور تحقیق امام بخاری تو کجا امام بخاری کے شیخ اور استاد سے بھی بڑھ گیا ہے یا؟؟؟؟؟؟؟

---

(۱) یہ صحیح بخاری وغیرہ کے راوی ہیں۔ ائمہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ حافظ، متقن، ثقۃ۔ ان کی وفات: ۲۴۰ھ میں ہوئی۔ الکاشف؛ امام ذہبی ج ۱ ص ۲۳۹ تہذیب؛ امام ابن حجر ج ۳ ص ۹۶، ۹۷

(۲) طبقات المحدثین؛ امام ابن خیاط ۳۲۸، تاریخ خلیفہ ابن خیاط ص ۳۰۴

(۳) صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہیں۔ مشہور امام ہیں ائمہ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ثقۃ، ثبت؛ ان کی وفات ۲۴۰ھ میں ہوئی۔ تقریب ج ۳ ص ۴۸۵   (۴) ذکرہ السمعانی بحوالہ مناقب کردری ج ۲ ص ۱۵۳

پسِ پردہ کیا ہے؟؟؟

☆ابوزبیر مولانا چراغ صادق

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ غیر مقلد علماء و مصنفین اپنی اپنی کتابوں میں مسلکی پاسداری میں اس قدر مبالغہ سے کام لیتے ہیں کہ جھوٹ بولنے سے بھی دریغ نہیں کرتے اور غیر مقلدین کے جھوٹا ہونے کا نہ صرف ہمارا دعوی بلکہ خود ان کے اپنوں کو بھی اس کا اعتراف ہے مثلا:

1: غیر مقلدین کے مشہور و معروف مورخ محمد اسحاق بھٹی، نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگنے والے غیر مقلدین حضرات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''پھر یہ بات بھی ان کے نزدیک متحقق ہوگئی ہے کہ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی روآیت کے راوی ضعیف ہیں اس تحقیق کے بارے میں اس فقیر پر تقصیر کی مؤدبانہ گذارش ہے کہ کیا وہ راوی ہم سے بھی ضعیف ہیں جو بات بات میں غلط بیانی کرتے قدم قدم پر جھوٹ بولتے اور ہر معاملہ میں دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔''(۱)

2: قاضی عبدالاحد خانپوری غیر مقلد لکھتے ہیں:

''اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین، مخالفین، سلف صالحین جو حقیقت ما جاء به الرسول سے جاہل ہیں، وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے شیعہ و روافض کے۔''(۲)

قاضی صاحب نے اپنے زمانہ کے اہل حدیثوں کو جہاں بدعتی، اسلاف کا مخالف، دین نبوی سے جاہل اور شیعہ و روافض کا خلیفہ کہا ہے، وہاں انہیں جھوٹا بھی قرار دیا ہے۔

3: داود راز غیر مقلد لکھتے ہیں:

''نصف صدی سے بھی زائد عرصہ سے جماعت اہل حدیث کے اندر بھی جھوٹے مدعیان امارت نے جماعت کا شیرازہ تتر بتر کر دیا اور ابھی تک اس قسم کے امیر کئی جگہ ٹپک رہے ہیں۔''(۳)

راز صاحب کی تصریح کے مطابق جماعت اہل حدیث میں جھوٹے مدعیان امارت عرصہ دراز سے چلے آرہے ہیں۔

(۱) نقوش عظمت رفتہ ص۲۴ (۲) کتاب التوحید والسنہ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ ص۲۶۲

(۳) تحریک جماعت اسلامی اور مسلک اہلحدیث ص۹۰

4: اخبار محمدی دہلی کے ایڈیٹر محمد غیر مقلد، حافظ روپڑی غیر مقلد کے متعلق لکھتے ہیں:

''یہ مولوی صاحب جھوٹے بدعقیدہ ہیں اسے علم دین سے بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں لہذا ایسے جہلاء کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے۔''(۱)

غیر مقلد اڈیٹر نے روپڑی صاحب کو بدعقیدہ، دین سے ناواقف اور جاہل قرار دیتے ہوئے ان کے جھوٹا ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔

5: ابوعبداللہ امرتسری، روپڑی صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ بزرگ صرف جھوٹ بولتے نہیں بلکہ جھوٹ از خود گھڑتے ہیں۔''(۲) یاد رہے کہ جھوٹ گھڑنے والے روپڑی صاحب کے متعلق اسحاق بھٹی غیر مقلد لکھتا ہے: ''برصغیر کے علمائے اہل حدیث میں جناب حافظ عبداللہ روپڑی نے بڑی شہرت پائی۔''(۳)

روپڑی صاحب دو واسطوں سے زبیر علی زئی کے استاد ہیں اس طرح کے علی زئی شاگرد ہیں حاجی اللہ دتہ کے(۴) وہ شاگرد ہیں ابوالسلام محمد صدیق سرگودھوی کے(۵) اور وہ شاگرد ہیں عبداللہ روپڑی کے۔(۶)

6: غیر مقلدین کی کتاب ''الاربعین'' میں ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھا ہے: کہ وہاں تو فقط جاہلوں کے خراب کرنے کے واسطے زبانی جمع خرچ ہے یا جھوٹے اشتہارات نکالنے پر زور ہے۔''(۷) جھوٹے اشتہارات شائع کرنے والے ''ثناء اللہ امرتسری'' کو، غیر مقلدین امت محمدیہ کا ہیرو قرار دیتے ہیں(۸)

7: اسی ''اربعین'' کتاب میں امرتسری کے بارے میں لکھا ہے:

''المبتدع، الضال، المضل، المخادع، الکذاب ثناء اللہ یعنی ثناء اللہ بدعتی، گمراہ کرنے والا، دھوکہ باز اور بہت بڑا جھوٹا ہے۔''(۹)

اسی اربعین میں امرتسری کے متعلق یہ بھی لکھا ہے: **فلا ریب فی انه دجال من الدجاجلة** یعنی اس

(۱) مظالم روپڑی ص۴۸ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج۱

(۲) اخبار محمدی دہلی ص۱۳ تا ۱۵ اپریل ۱۹۳۹ء بحوالہ تجلیات صفدر ج۳ ص۶۲۴

(۳) کاروان سلف ص۴۴۴ (۴) مقالات علی زئی ص۵۰۹ (۵) مقالات ص۵۱۲

(۶) ماہنامہ الحدیث شمارہ نمبر۲۹ (۷) الاربعین ص۴ مشمولہ رسائل اہل حدیث ج۱

(۸) تحفہ حنفیہ ص۳۷۶ (۹) الاربعین ص۳۴ مشمولہ رسائل اہل حدیث ج۱

میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں کہ وہ دجالوں میں سے ایک دجال (بڑا فریبی) ہے۔"(۱)

8: غیر مقلدین کی کتاب "فیصلہ حجازیہ" میں لکھا ہے:

"مولوی ثناء اللہ جاہل، دجال نے ایک رسالہ لکھا ہے اس میں سوائے دجالیت، کذب وجہالت اور دھوکہ بازی کے کچھ بھی نہیں۔"(۲)

9: اسی فیصلہ حجازیہ میں امرتسری کے متعلق لکھا ہے:

"اس کی نقل پر کب اعتماد ہو سکتا ہے کیونکہ پرلے درجے کا کذاب ومباہت (بہتانی) ہے۔"(۳)

یعنی حجاز کا فیصلہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کے "شیخ الاسلام امرتسری" پرلے درجے کے جھوٹے ہیں۔اسی طرح فیصلہ مکہ میں بھی انہیں جھوٹا کہا گیا ہے۔(۴)

10: امرتسری نے کہا کہ مولوی غلام العلی مرحوم کے جنازہ میں غزنوی حضرات نے شرکت نہیں کی (2)(دوورقی اشتہار) عبدالعزیز سیکرٹری جمعیت مرکزیہ اہلحدیث ہند، مذکورہ بات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ بالکل جھوٹ ہے کہ غزنوی ان کے جنازے میں شامل نہیں ہوئے غزنوی اور سارا شہر انکے جنازے میں شامل تھا۔"(۵)

معافی دیتے رہو

"حضرت عبداللہ بن عمر ◆ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ ﷺ نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ نے ارشاد فرمایا ہر روز ستر دفعہ۔"

(جامع ترمذی)

(۱) الاربعین ص ۵۱ مشمولہ رسائل اہل حدیث ج ۱

(۲) الفیصلۃ الحجازیہ السلطانیہ بین اہل السنۃ وبین الجھمیہ الثنائیہ ص ۲۴

(۳) الفیصلۃ الحجازیہ ص ۲۴ مشمولہ رسائل اہل حدیث ج ۱

(۴) فیصلہ مکہ ۶۔۳۳ مشمولہ رسائل اہل حدیث ج ۱

(۵) فتنہ ثنائیہ ص ۵ مشمولہ رسائل اہلحدیث ج ۱

دوسری قسط

نماز میں سلام وجواب کا شرعی حکم

☆ مولانا منیر احمد منور

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں بہر کیف نمازی پر ابتداء کلام کرنے کے بارہ میں امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ اس پر سلام کیا جائے اور اگر اس پر کوئی سلام کرنے گا تو وہ جواب کا مستحق نہ ہوگا(۱)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ان فی الصلوۃ شغلا (بے شک نماز میں مشغولیت) کی تشریح میں فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نمازی کا فرض یہ ہے کہ وہ اپنی نماز میں مشغول رہے جو کچھ زبان سے پڑھے اس میں تدبر کرے نماز کے علاوہ کسی اور طرف متوجہ نہ ہو۔پس نہ سلام کا جواب دے نہ کسی اور بات کا(۲)

نماز میں اللہ تعالی کے ساتھ مناجات ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ نمازی اس کی خدمت میں مستغرق رہے اور غیر کے ساتھ مشغول ہونا درست نہیں۔(۳)

علامہ عینی؛ امام اعظم ابوحنیفہؒ کا قول نقل کرتے ہیں: "جب نمازی پر سلام کیا جائے تو جواب نہ دے۔نہ زبان سے نہ ہاتھ کے اشارہ سے۔"(۴)

محدث سہارنپوری بذل المجھود ج۵ ص ۲۰۵ پر فرماتے ہیں: "نمازی مطلقا جواب نہ دے نہ کلام کے ساتھ نہ اشارہ کے ساتھ۔"

محدث خطابی فرماتے ہیں: "نماز سے فارغ ہونے کے بعد سلام کا جواب دینا سنت ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد جواب دیا۔"(۵)

ابراہیم نخعی نے فرمایا: "نمازی اپنی نماز سے فارغ ہو کر سلام کا جواب دے۔"(۶)

فقہاء نے صراحت کی ہے کہ نمازی کو سلام کرنا اور نمازی کا اشارے کے ساتھ جواب دینا مکروہ ہے(۷)

اگر نمازی نے زبان کے ساتھ سلام کیا یا سلام کا جواب دیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اگرچہ وہ ایسا

☆ امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

(۱) مسلم مع شرح نووی؛ ج ۱ ص ۲۰۴

(۲) مسلم مع شرح نووی؛ ج ۱ ص ۲۰۴

(۳) فتح الباری؛ ج ۳ ص ۵۹

(۴) عمدۃ القاری؛ ج ۷ ص ۲۶۹

(۵) حاشیہ ابن ماجہ؛ ص ۷۱

(۶) مصنف ابن ابی شیبہ؛ ج ۲ ص ۷۴

(۷) البحر الرائق ج ۲ ص ۹

بھول کر کیوں نہ کرے۔ ہاں! اگر ہاتھ کے اشارہ سے سلام کیا یا جواب دیا تو نماز فاسد تو نہیں، البتہ مکروہ ہے۔ معتمد قول یہی ہے اور اگر سلام کی نیت سے مصافحہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ یہ عمل کثیر ہے(۱)

نمازی آدمی بحالت نماز اشارۃً بھی جواب نہ دے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کی حالت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت جابرؓ کے سلام کا جواب اشارے کے ساتھ بھی نہیں دیا تھا۔ رہا حضرت صہیبؓ کا یہ قول کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو سلام کیا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے پس آپ ﷺ نے اشارۃ جواب دیا اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ آپ ﷺ نے نمازی پر سلام کرنے سے اشارۃ منع کیا ہو یا آپ ﷺ حالت تشہد میں تھے اور آپ ﷺ نے انگلی کے ساتھ **اشھدان لاالہ الا اللہ** پر اشارۃ کیا لیکن حضرت صہیبؓ نے اس کو سلام کا جواب سمجھ لیا۔ تاہم اگر سلام کا جواب دینے کے ارادہ سے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا جائے تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی، لیکن مکروہ ضرور ہے۔(۲)

اگر سلام کی نیت سے مصافحہ کیا جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ بھی درحقیقت کلام ہے اور اشارۃ بھی نمازی سلام کا جواب نہ دے اور اشارۃ جواب دے ہی دیا یا کسی نے نماز سے کوئی چیز طلب کی اور اس نے ہاتھ یا سر کے ساتھ اشارۃ کرکے اثبات یا نفی میں جواب دے دیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی (لیکن مکروہ ضرور ہے)(۳)

خلاصہ: یہ ہے کہ بحالت نماز کسی کے ساتھ مصافحہ کرنا یا زبان کے ساتھ سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا مفسد صلوۃ ہے اور اگر ہاتھ یا سر کے اشارے کے ساتھ جواب دیا تو یہ مکروہ ہے اور یہ بات واضح رہے کہ فقہاء جب بغیر کسی قید کے مکروہ کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے جو حرام کے قریب ہوتا ہے اس سے عملاً اسی طرح پرہیز کی جاتی ہے جس طرح حرام ہے اور سلام وجواب کے اس طریقہ کو بطور سنت اختیار کرنا اور اس کو معمول بنانا بدعت ہے، اس کو ترک کرنا واجب ہے۔

غیر مقلدین کے مغالطہ کا جواب: حضرت بلالؓ، حضرت صہیبؓ اور حضرت انس بن مالک کی روایت میں آنحضرت ﷺ کے سلام کرنے والے کے جواب میں بحالت نماز اشارہ کرنے کا ذکر ہے جس سے غیر مقلدین حضرات نے یہ سمجھا کہ نمازی کو سلام کرنا پھر اس کا بحالت نماز ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا، سنت ہے۔

---

(۱) تبیین الحقائق؛ ج اص ۴۵۵)　(۲) تبیین الحقائق؛ ج اص ۱۵۷　(۳) عالمگیری؛ ج اص ۹۸

جواب نمبر۱: اشارہ والی احادیث مذکورہ دلائل کے ساتھ منسوخ ہیں لہذا نماز میں سلام وجواب کے سنت ہونے پر وہ حدیث دلیل بن جاتی ہے جو ان کے بعد والی ہو لیکن اس صراحت کے ساتھ کوئی حدیث بھی نہیں بلکہ نماز کی مجموعی تبدیلیوں سے پتہ چلتا ہے کہ نماز میں تبدیلی، حرکت سے سکون کی طرف ہوئی ہے۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے نماز میں سلام وجواب جائز تھا بعد میں منع کر دیا گیا۔

جواب نمبر۲: اشارہ سلام کے جواب کے طور پر نہیں تھا بلکہ سلام علی المصلی سے منع کرنے کے لیے تھا جس کے شواہد وقرائن یہ ہیں:

حضرت جابرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا یہ فرمانا کہ آپ ﷺ نے سلام کا جواب نہ دیا اگر آپ ﷺ نے اشارے سے جواب دیا ہوتا وہ یوں فرماتے آپ ﷺ نے اشارۃ جواب دیا۔

آپ ﷺ کا حضرت جابر کے سامنے فرمانا: ''مجھے نہیں روکا جواب سے مگر نماز نے۔'' یہ آپ کی طرف سے وضاحت ہے کہ جواب نہیں دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت جابرؓ کا سخت پریشان ہونا اور غمگین ہونا بھی قرینہ ہے بالکل جواب نہ ملنے کا ورنہ اشارہ برائے جواب ہوتا تو سلام کا جواب تو مل گیا پھر غمگین ہونا، چہ معنی دارد؟

خود حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ سلام کا جواب نہ دیا جبکہ صحیح مسلم کے ص ۲۰۴ پر اسی حدیث جابرؓ میں ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ اشارہ کیا پتہ چلا کہ یہ اشارہ برائے جواب نہ تھا بلکہ نمازی کو سلام سے منع کرنے کے لیے تھا۔

کیفیت اشارہ سے بھی یہی مفہوم اخذ ہوتا ہے مسلم میں ہے **اومابیدہ نحو الارض** آپ ﷺ نے ہاتھ کے ساتھ زمین کی طرف اشارہ کیا۔ ابوداؤد ص ۱۳۳ پر ہے کہ جعفر بن عون نے اپنے شاگردوں کو یوں اشارہ کرکے بتایا ہتھیلی نیچے زمین کی طرف کی اور ہاتھ کی پشت اوپر۔ یہ اشارہ سلام کے جواب کے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسرے کو خاموش کرنے یا بٹھانے کے لیے ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سلام کے جواب کے بجائے حضرت جابرؓ کو خاموش رہنے اور بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔

حضرت جابرؓ کے سامنے آپ نے اشارہ کیا اس کے باوجود حضرت جابرؓ فرماتے ہیں مجھے نمازی پر سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا ناپسند ہے کراہت اس لیے ہے کہ آپؓ سمجھتے ہیں کہ وہ اشارہ سلام کے جواب کے طور پر نہ تھا بلکہ منع کرنے کے لیے تھا۔

نماز، سلام وجواب کا محل نہیں۔ بلکہ صرف تسبیح وتکبیر اور قرأۃ قرآن کا محل ہے لہذا یہ اشارہ سلام سے منع کرنے کے لیے تھا ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نماز کی حقیقت بتائیں کچھ اور کریں کچھ۔

مذکورہ بالا احادیث، آثار، محدثین حضرات کے تشریحی بیانات بھی دلیل ہیں کہ یہ اشارہ نماز میں سلام سے منع کرنے کے لیے تھا۔

جواب نمبر۳:

اگر غیر مقلدین حضرات کو ایسے جزوی افعال اور معروضی احوال کو سنت قرار دے کر بزعم خویش ان مردہ سنتوں کو زندہ کرنے کا شوق ہے تو پھر ان حضرات کو چاہیے کہ آئندہ مردوزن کھڑے ہوکر پیشاب کیا کریں۔(۱) رانیں ننگی کرکے نماز پڑھا کریں۔(۲) بچی اٹھا کر نماز پڑھا کریں۔(۳) صرف ایک کپڑے میں نماز پڑھا کریں اگرچہ وہ پگڑی یا جراب ہو۔(۴) (عورت آگے لٹا کر نفل بھی پڑھا کریں۔(۵) کیونکہ یہ سب افعال احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔ جس طرح سونے کے پہاڑ سے ہر آدمی سونے کے ذرات تلاش نہیں کرسکتا اسی طرح ذخیرہ حدیث سے ہر آدمی بلکہ ہر عالم بھی سنت تلاش نہیں کرسکتا اس کے لیے اللہ نے اپنی خاص رحمت ومواہبت اور عطاء واجتباء سے وھبی طور پر کچھ شخصیات کو قوت اجتہاد کی دولت وویعت فرمائی میری مراد ائمہ مجتہدین ہیں ان حضرات نے ذخیرہ حدیث سے سنت رسول ﷺ کے سونے کے بکھرے ذرات کو فقہ کی شکل میں امت کے سامنے جمع کیا۔

پھر ان تمام ائمہ مجتہدین کے سرخیل، تدوین سنت نبویہ کے بانی اور مدون اول، سراج الامت، سید الفقہاء والمحدثین، امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت تابعیؒ ہیں۔ جنہوں نے لکل آیۃ ظھر وبطن کے مطابق کتاب وسنت کے ظاہر وباطن کا گہرا مطالعہ کیا اور پوری یکسوئی وللّٰہیت کے ساتھ تدبر وتفکر کیا چنانچہ جب وہ اپنی خداداد صلاحیت کے مطابق کتاب وسنت کے عبارتی اشارتی کلیات وسائل اور اصول وفروع کو سمجھنے میں کامیاب ہوگئے تو انہوں نے قرآن وحدیث میں سنت نبویہ ﷺ کے سونے کے منتشر ذرات کو جمع کرنے کا عزم کرلیا اس کے لیے انہوں نے شورائی طریقہ اختیار کیا کہ اپنے ہزاروں شاگردوں میں سے چالیس شاگردوں کی شوریٰ بنا کر ان کے تعاون سے سنن نبویہ کو فقہ حنفی کی شکل میں جمع کردیا۔

---

(۱) بخاری: ص ۳۸ (۲) بخاری ص ۵۵ (۳) بخاری ص ۶۴ (۴) بخاری ص ۵۹ (۵) بخاری ص ۷۳

غیر مقلدین سے چند سوالات:

امام بخاری نے نماز میں سلام کے جواب نہ دینے کا باب قائم کیا ہے اور اس کے تحت دو حدیثیں نقل کی ہیں سوال یہ ہے کہ بخاری غلط ہے یا غیر مقلدین کا مذہب غلط ہے؟

جن صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، فقہاءؒ نے نماز میں سلام کے جواب نہ دینے کا فتوی دیا ہے وہ جھوٹے ہیں یا غیر مقلدین؟

اگر حدیث میں مذکور ہر کام سنت ہے تو سینکڑوں سنتوں کے غیر مقلدین تارک، بلکہ منکر ہیں۔ کیونکہ احادیث مبارکہ میں بہت سے کام مذکور ہیں جن کو غیر مقلدین نہ ادا کرتے ہیں اور نہ ان کو سنت مانتے ہیں جن میں بطور نمونہ صحیح بخاری کی سات احادیث پہلے ذکر کی جاچکی ہیں اور اگر سنت میں دوام ومواظبت کی شرط ہے تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے قرآن وحدیث والے دعوے کے مطابق کوئی ایسی حدیث پیش کریں جس میں نماز کے اندر سلام کے جواب دینے پر مواظبت اور دوام کی صراحت ہو یا اس حدیث میں اس کے سنت شرعیہ ہونے کی صراحت ہو یا اس میں صراحت ہو کہ یہ حدیث جواب فی الصلوۃ سے منع کرنے کے بعد کی ہے۔

اگر نمازی نے نماز میں سلام کا جواب اشارۃ دیدیا تو اس کی نماز کا حکم کیا ہے؟ اس کی نماز فاسد ہے یا بلا کراہت صحیح ہے؟ اور اس پر سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟ جو حکم بھی ہے اس پر حدیث صحیح صریح مرفوع سے ثبوت پیش کریں نہ قیاس کریں نہ امتی کا قول پیش کریں اور نہ ہی چونکہ، چنانچہ، اگرچہ، مگرچہ کی منطق کا سہارا لیں کہ یہ طریقہ غیر مقلدوں کے اصول کے خلاف ہے۔

بری موت سے بچنے کا ایک نبوی نسخہ

''حضرت عثمان ؓ کہتے ہیں حضرت حارثہ بن نعمان ♦ کی بینائی جاچکی تھی انہوں نے اپنی نماز کی جگہ سے لے کر اپنے کمرے کے دروازے تک ایک رسی باندھ رکھی تھی جب دروازے پر کوئی مسکین آتا تو اپنے ٹوکرے میں سے کچھ لیتے اور رسی کو پکڑ کر دروازے تک جاتے اور خود اپنے ہاتھ سے اس مسکین کو دیتے گھر والے ان سے کہتے کہ آپ کی جگہ ہم جا کر مسکین کو دے آتے ہیں وہ فرماتے میں نے رسول اللہ ♏ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مسکین کو اپنے ہاتھ سے دینا بری موت سے بچاتا ہے۔''

(حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۲۳۴)

وتر کے بارے تحقیقی فتویٰ

☆محمد وصی بٹ

کیا فرماتے ہیں فقہائے احناف اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز وتر کا جو طریقہ یعنی تین رکعت نماز دو قعدوں اور ایک سلام کے ساتھ احناف کے درمیان معمول بہا ہے آیا یہ طریقہ قرآن کریم یا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں واضح رہے بندہ اس وقت سعودیہ عربیہ کے شہر جدہ میں ہے وہاں کی ایک مسجد کے امام صاحب کا کہنا ہے کہ وتر کے صرف دو طریقے احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ایک تو یہ کے دو رکعت کے بعد سلام پھیر کے پھر تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر رکوع کے بعد کھڑے ہو کر دعا کی اور پوری رکعت کر کے سلام پھیریں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعتوں کے بعد قعدہ نہ کیا جائے بلکہ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہو کر پوری تین رکعتوں کے بعد سلام پھیرا جائے الغرض معترض کا کہنا ہے کہ ان دو طریقوں کے علاوہ احناف کا جو طریقہ ہے وہ درست نہیں ہے اور احناف کے پاس صرف ایک حدیث ''آپ ﷺ نے فرمایا کے وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح ہے، جو ضعیف ہے۔'' اور اس ضعیف حدیث کے علاوہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

خود امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ ''میرا جو قول قرآن وحدیث کے خلاف ہو اس کو میرے متبعین چھوڑ دیں اور قرآن وحدیث کو لے لیں۔'' لہٰذا مذکورہ بالا دو طریقہ چونکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں اور احناف کا طریقہ حدیث ضعیف سے ثابت ہے لہٰذا حنفیوں نے آج تک اس طریقے سے جتنے وتر پڑھتے ہیں، وہ غلط ہیں اور وہ اس طریقے کو احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں کر سکتے لہٰذا ان کو چاہیے کہ وہ اس طریقے کو چھوڑ کر مذکورہ بالا دو طریقوں میں سے کسی طریقہ کو اپنائیں۔

المستفتی :عدیل عمر

الجواب :سائل نے سوالنامے میں دو مسئلے ذکر گئے ہیں

۱: تعداد رکعات وتر

۲: وتر میں دعائے قنوت کب پڑھی جائے؟

ان دونوں حل طلب مسئلوں میں سائل احناف کے موقف دلائل کے ساتھ جاننا چاہتا ہے۔

پہلا مسئلہ: احناف وتر کی تین رکعات دو قعدوں اور ایک سلام سے ادا کرتے ہیں یہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت اور امت محمدیہ (علی صاحبھا الف الف تحیۃ) کے ایک بڑے طبقہ کا متوارث ومتواتر عمل ہے۔

وتر کے اس مسنون طریقے کے ثبوت کے لیے کتب حدیث میں احادیث رسول ﷺ کا ایک عظیم ذخیرہ موجود ہے تاہم حسن ترتیب اور سائل کہ آسانی کے لیے دو قسم کی احادیث بطور استدلال ذکر کیا جاتا ہے۔

(الف) ا: **عن ابی بن کعبؓ قال؛ کان رسول اللہ ﷺ یقراء فی الوترب(سبح اسم ربک الاعلی)وفی الرکعۃ الثانیۃ(قل یا ایھاالکافرون)وفی الثالثۃ(قل ھواللہ احد)ولایسلم الافی اخرھن ویقول بعد التسلیم(سبحان الملک القدوس)ثلاثا.** (۱)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی رکعت میں ''سورۃ الاعلیٰ'' دوسری رکعت میں ''سورۃ الکافرون'' اور تیسری رکعت میں ''سورۃ الاخلاص'' پڑھا کرتے تھے اور سلام نہیں پھیرتے تھے مگر تیسری رکعت پر اور سلام کے بعد یہ کلمات تین مرتبہ پڑھتے تھے سبحان الملک القدوس.''

یہ حدیث سنن نسائی میں ہے اور اسے البانی اور شوکانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

۲:عن سعدبن ھشام عن عائشۃؓ ان رسول اللہ ﷺ کان اذا صلی العشاء دخل المنزل ثم صلی رکعتین ثم صلی بعد ھا رکعتین اطول منھاثم اوتر بثلاث لایفصل فیھن ثم صلی رکعتین وھو جالس یرکع وھو جالس یسجد وھو قاعد جالس. (۲)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ عشاء کی فرض نماز پڑھ کر گھر تشریف لاتے پھر دو رکعات پڑھتے پھر دو رکعات اس سے لمبی پڑھتے تھے پھر تین رکعات وتر پڑھتے جس کے درمیان سلام نہیں پھیرتے پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے جس میں رکوع سجدۃ بیٹھے بیٹھے ہی کرتے تھے۔

---

(۱) راوہ النسائی فی سننہ، کتاب قیام اللیل باب ذکر اختلاف الناقلین لخبر ابی بن کعب فی الوتر الرقم ۱۶۹۷۰ دار الفکر بیروت، وصحہ الالبانی فی صحیح سنن النسائی وقال الشوکانی: الحدیث رجال اسنادہ ثقات الاعبدالعزیز بن خالد وھو مقبول۔ نیل الاوطار باب الوتر برکعۃ: ۴۰/۳۔

(۲) مسند احمد حدیث السیدہ عائشہؓ الرقم: ۲۵۱۰۱ دار الحدیث قاہرۃ وقال المحقق حمزہ احمد الزین فی ذیلہ اسنادہ حسن لاجل یزید بن یعفر وقد وثقہ بابن حبان وقال الدار قطنی یعتبر بہ وقال الذھبی لیس بحجۃ۔

یہ حدیث مسند احمد میں جسے محقق حمزۃ الزین نے حسن قرار دیا ہے۔

۳: عن ابی بن کعبؓ قال ؛کان رسول اللہ ﷺ فی الرکعتین الاولیین من الوتر (۱)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ وتر کی پہلی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرا کرتے تھے بلکہ تیسری رکعت پر ہی پھیرتے ۔''

اس حدیث کو امام حاکمؒ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے اس کی تائید علامہ ذھبیؒ اور محشی ابوعبداللہ علوش نے کی ہے۔

۴: عن سعد بن ھشامؒ ان عائشۃؓ حدثتہ ان رسول اللہ ﷺ کان لایسلم فی رکعتی الوتر. (۲)

ترجمہ: حضرت سعد بن ہشامؒ فرماتے ہیں: ''ام المومنین حضرت عائشہؓ نے انہیں یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم ﷺ وتر کی دو رکعتوں پر سلام نہیں پھیرتے تھے بلکہ تیسری رکعت پر ہی پھیرتے ۔''

۵: عن الحسنؒ قال :''اجمع المسلون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی اٰخرھن ."(۳)

ترجمہ: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ وتر میں سلام نہیں پھیرا جائے گا مگر آخری رکعت پر۔

مندرجہ بالا صحیح و مسند روایت و آ ثار صحابہ سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہوگئی کہ نبی کریم ﷺ ،صحابہ کرامؓ ،تابعینؒ وتر کی تین رکعات ایک سلام سے پڑھا کرتے تھے اور وتر کی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا کرتے تھے اسی طریقہ پر اھل مدینہ وتر پڑھتے تھے اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسی کو اپنانے کا سرکاری فرمان جاری فرمایا۔

یہ طریقہ صحابہ کرام میں اتنا معروف تھا کہ خلیفہ اول صدیق اکبرؓ کی تدفین کے موقع پر خلیفہ ثانی

(۱) راوہ الحاکم وقال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ وسکت عنہ الذھبی کذا فی المستدرک مع التلخیص کتاب الوتر؛۱/۶۰۷ الرقم ۱۱۸۰ وقال المحشی ابوعبداللہ علوش حدیث صحیح

(۲) سنن النسائی کتاب قیام الیل باب کیف الوتر بثلاث الرقم:۱۶۹۴ دار الفکر بیروت

(۳) المصنف لا بن ابی شیبۃ کتاب الصلاۃ باب من کان یوتر بثلاث رکعات ج۴ص۴۹۳ الرقم ۶۹۰۳ المجلس العلمی ،وفی اعلاء السنن فیہ عمرو بن عبید وھو متروک قالہ الحافظ فی الدرایۃ (ص:۱۱۵) قلت لیس ھو ممن اجمع علی ترکہ ساق لہ ابن عدی جملۃ احادیث غالبھا محفوظۃ المتون قالہ الذھبی فی المیزان (۲:۲۹۵) وقال عبدالوارث بن سعید لولا انی اعلم ان کل شئی روی عمرو بن عبید حق لما رویت عنہ شیئا ابدا کذا فی التہذیب (۶:۴۴۳) اعلاء السنن باب الایتار بثلاث ج۶ص۵۰ ادارۃ القرآن

فاروق اعظمؓ نے اس طرح وتر پڑھائی تو کسی ایک صحابی نے اس پر اجنبیت کا اظہار نہ کیا اسی طریقہ پر حضرت علیؓ و عبداللہ بن مسعودؓ کے ہزاروں بلکہ لاکھوں شاگرد نماز وتر ادا فرماتے تھے۔

رہا دوسری رکعت پر قاعدہ کرنے کا ثبوت! تو ایک صحیح حدیث بھی ایسی نہیں ملتی جس میں یہ موجود ہو کہ نبی کریم ﷺ تین رکعات وتر ایک سلام سے پڑھتے تھے لیکن دوسری رکعت کے بعد قعدہ نہیں کرتے تھے اس کے برعکس متعدد ایسی احادیث صحیحہ ملتی ہیں جن میں آپ نے دن رات کی ہر نماز میں ہر دوسری رکعت پر قعدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے وتر کے اس عمومی حکم سے استثنیٰ کسی ایک حدیث میں نہیں ملتا اگر ایسا ہوتا تو نبی کریم ﷺ اس کو ضرور بیان کرتے اور صحابہ کرامؓ اہتمام سے امت تک پہنچاتے۔

ہر دو رکعت پر بیٹھنے ،قعدہ کرنے کی چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

۱: عن عائشۃؓ (فی الحدیث الطویل)قالت و کان رسول اللہ ﷺ یقول فی کل الرکعتین التحیۃ،،(۱)

ترجمہ: حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''ہر دو رکعت پر قعدہ کرنا ہے۔''

۲: عن ابی الاحوصؒ عن عبداللہؓ قال کنا لاندری مانقل فی کل رکعتین غیران نسبح و نکبر و نحمد ربنا و ان محمدا ﷺ علم فواتح الخیر و خواتمہ. فقال اذا قعدتم فی کل رکعتین فقولوا التحیات للہ.'' (۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں تھا کہ ہم دو رکعتوں کے بعد بیٹھنے کے بعد کیا پڑھیں سوائے اس کے ہم تسبیح تکبیر اور اپنے پروردگار کی حمد وثناء بیان کرتے اور یہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو باتیں سکھائی گئی ہیں جن کا اول و آخر خیر ہے چنانچہ آپ نے فرمایا جب تم ہر دو رکعتوں کے بعد بیٹھو تو یہ پڑھا کرو التحیات للہ۔،،

اس حدیث کو امام نسائیؒ نے روایت کیا ہے اور علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

۳: عن ام سلمۃؓ ان النبی ﷺ قال فی کل رکعتین تشھد و تسلیم علی

(۱) صحیح المسلم کتاب الصلاۃ باب تجمع صفۃ الصلاۃ الرقم:۴۹۸ ط: دار الفکر بیروت

(۲) سنن النسائی ،کتاب التطبیق باب کیف التشہد الاول ؛الرقم ۱۱۵۹ وقال الالبانی وھذا اسند صحیح علی شرط المسلم ارواء الغلیل کتاب الصلاۃ باب قرأۃ التحیات فی کل رکعتین الرقم ۳۳۶ المکتب الاسلامی

المرسلین وعلی من تبعهم من عباد الله الصالحین."(۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر دو رکعتوں کے بعد تشہد ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی اتباع کرنے والے نیک بندوں پر سلام بھیجنا ہے (جیسا کہ التحیات میں یہ مضامین آجاتے ہیں) علامہ ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں اسے روایت کر کے اس کے رواۃ کی اکثریت پر سکوت کیا ہے۔

مندرجہ بالا و مستند روایات میں دن رات کی تمام نمازوں فرض واجب سنت نفل کی ہر دوسری رکعت پر بیٹھنے اور التحیات پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے کسی میں بھی وتر کو اس عمومی قاعدہ سے الگ قرار نہیں دیا گیا۔ لہذا ثابت ہوا کہ تین رکعات وتر دو قعدوں ایک سلام سے ادا کرنا مسنون طریقہ ہے۔

(ب) احناف مذکورہ طریقہ وتر کے ثبوت کے لیے ان احادیث سے بھی استدلال فرماتے ہیں جن میں وتر کو مغرب کی نماز کے مشابہہ قرار دیا گیا ہے اور ان میں سے بعض میں تو یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ وتر اور مغرب کی نماز میں قرات قرآن کے علاوہ کوئی فرق نہیں واضح رہے کہ اس مضمون کی تمام احادیث ضعیف نہیں ہیں بلکہ صحیح احادیث و معتبر آثار بھی کتب حدیث میں موجود ہیں جن کو تحریر کیا جاتا ہے۔

۱: **عن ابن سیرین عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ قال:"صلاۃ المغرب وتر النهار فأوتروا صلاۃ اللیل."(۲)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں رات کے وتر دن کے وتر یعنی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعات ہیں اس قول کو مجمع الزوائد میں روایت کیا گیا ہے اور علامہ ہیثمی نے اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

۲: **حدثنا ابو بکرۃ ثنا ابو دائود حدثنا ابو خلدۃ سالت اباالعالیۃ عن الوتر فقال علمنا اصحاب محمد ﷺ اوعلمونا ان الوتر مثل صلاۃ المغرب غیر انا نقرأ فی الثالثة هذا وتر اللیل، هذا وتر النهار .(۳)**

---

(۱) مجمع الزوائد کتاب الصلاۃ التشہد الجلوس ج ۲ ص ۱۳۹

(۲) مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر بن الخطابؓ ج ۴ ص ۴۲۰ دار الحدیث القاہرۃ الرقم: ۴۸۴۷ وقال المحقق احمد محمد شاکر فی تعلیقہ: اسنادہ صحیح۔ قال العراقی اخرجہ احمد من حدیث ابن عمر باسناد صحیح کذا فی تخریج العراقی لاحادیث احیاء العلوم آداب النوم ج ۱ ص ۳۴۷ دار المعرفۃ بیروت

(۳) شرح معانی الآثار للطحاوی کتاب الصلاۃ باب الوتر ج ۱ ص ۱۳۸۱ الرقم: ۱۷۰۱ قال المحدث ابن ابی الوفاء القرشی ابو بکر بکار القاضی تقدم توثیقہ وابوداؤد ھو الطیالسی روی لہ الجماعۃ وابوخلدۃ خالد بن دینار التمیمی السعدی روی لہ البخاری وثقہ النسائی وابوالعالیۃ ھو الریاحی اسمہ رفیع روی لہ الجماعۃ کذا فی الحاوی فی بیان آثار الطحاوی باب الوتر ج ۲ ص ۱۸۷ دار الکتب العلمیۃ

ترجمہ: حضرت ابوخلدہؒ فرماتے ہیں کہ میں ابوالعالیہؓ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: ''ہمیں نبی کریم ﷺ نے یہ سکھایا کہ وتر کی نماز مغرب کی نماز کی طرح ہے۔'' بس صرف یہ فرق ہے کہ ہم وتر کی تیسری رکعت میں قرأت کرتے ہیں وتر کی نماز رات کی وتر ہے اور وہ مغرب کی نماز دن کی وتر ہے یہ اثر معانی الآثار میں ہے اور محدث ابن ابی الوفاءؒ نے ہر راوی پر کلام کر کے ان کی توثیق کی ہے۔

یہ ملحوظ نظر رہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مندرجہ بالا ارشادات جو کہ صحیح اسناد سے ہم تک پہنچے ہیں محض رائے اور قیاس سے نہیں کہے گئے ہیں نہ ہی کہے جا سکتے ہیں لہذا بدیہی بات ہے کہ انہوں نے یہ الفاظ نبی کریم ﷺ سے ہی سنے ہوں گے جیسا کہ محدثینؒ کا مسلمہ اصول ہے: **ان ما یتعلق بذکر الاخرۃ ومالا دخل فیه للرائی فیه من قبیل المرفوع(۱)**

ترجمہ: صحابہ کرامؓ کے جو اقوال آخرت کے امور سے متعلق ہو یا ان امور میں سے ہوں جن میں عقل کو دخل نہیں حدیث مرفوع حکم میں ہے۔

[باقی حصہ آئندہ شمارے میں]

زیارت رسول ♏ کا مجرب عمل

''بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص کو نبی کریم ♏ کی زیارت کا شوق ہو وہ جمعہ کی رات میں دو رکعت نفل نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد ۱۱ مرتبہ آیت الکرسی اور ۱۱ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سو مرتبہ یہ درود شریف پڑھے۔

''اللهم صل علی محمد النبی الامی وعلی اله واصحابه وبارک وسلم''

اگر کوئی شخص چند مرتبہ یہ عمل کرے تو اللہ تعالی اس کو حضور اقدس ♏ کی زیارت نصیب فرما دیتے ہیں بشرطیکہ شوق اور طلب کامل ہو اور گناہوں سے بچتا بھی ہو۔

(اصلاحی خطبات ج ۶ ص ۱۰۴)

---

(۱) تدریب الراوی بحث المرفوع؛ ج ۱ ص ۱۶۶ قدیمی

تبصرۂ کتب

م۔ع

تبصرہ کے لیے دو نسخوں کا بھیجنا ضروری ہے
تبصرہ نگار کا مصنف کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب: تسکین الاتقیاء فی زیارۃ خاتم الانبیاء

تالیف: مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

ناشر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

نبی اقدس کے روضہ اقدس کی زیارت کی غرض سے مستقل سفر کرنا، آپ ﷺ سے دعا کی درخواست کرنا، آپ ﷺ اور ذوات قدسیہ کا توسل لینا، روضۂ اطہر کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا، آپ ﷺ کا قبر مبارک میں حیات ہونا، قبر مبارک کے قریب پڑھے گئے درود کا بنفس نفیس سننا، مندرجہ بالا مسائل اہل السنۃ والجماعۃ کے اجماعی مسائل ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے سعودیہ اور پاکستان کی فضا کو فتنہ پروروں کی فتنہ انگیزوں نے مخدوش کیا ہوا ہے۔

ضرورت تھی کہ اس پر کوئی ایسا محقق قلم اٹھائے جو اپنی محدثانہ بصیرت اور وسعت مطالعہ کے بل بوتے اصول حدیث، اصول جرح وتعدیل اور فن اسماء الرجال کی روشنی میں احادیثِ زیارت کی صحت وسقم سے اگر بحث کرے تو فقہاء متکلمین کی تحقیقات سے دوسرے مسائل مذکورہ سے بھی بحث میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔ بحمد اللہ اسی فرض کفایہ کو محقق العصر مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی نے بطریق احسن انجام دیا ہے ان کی زیر تبصرہ یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے: باب اول میں آپ نے مختصر کچھ اہم اصول وقواعد پر روشنی ڈالی ہے۔ دوسرے باب میں 13 فقہاء کے حوالہ سے زیارت روضہ اقدس کا حکم بیان کیا ہے، تیسرے باب میں 13 احادیث زیارت پر محدثانہ بحث فرمائی ہے جو فن حدیث، اصول حدیث وفن جرح وتعدیل کا عظیم شاہکار ہے۔ چوتھے باب میں شد رحال کی مسئلہ پر گفتگو فرمائی ہے اور 7 جلیل القدر فقہاء ومحدثین کے حوالہ جات سے اس کا ثبوت دے کر فریق مخالف کی مستدل حدیث لاتشد الرحال کا جواب بھی لکھا ہے۔

پانچویں باب میں روضہ اقدس پر حاضری کے آداب کو 513 فقہاء محدثین کی آراء کی روشنی

میں بیان کیا ہے۔ چھٹے باب میں مسئلہ حیات انبیاء علیہم السلام سے مختصر مگر جامع گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ فریق مخالف کی تلبیسات کو بھی آشکارا کیا ہے۔ ساتویں باب میں عام اموات کے سماع، معرفت، انس وغیرہ پر تقریباً 27 احادیث کو پیش فرما کر ان کی صحت محدثانہ اسلوب سے ثابت کر کے نبی اقدسؐ کے سماع پر استدلال فرمایا ہے آٹھویں باب میں مسئلہ توسل کی آٹھ صورتیں بیان کر کے ہر ایک صورت کی صحت وسقم اور دلائل سے بحث کی ہے۔ نویں باب نبی ﷺ کو وہاں جانے والے زائر کے ہاتھ سلام بھیجنے کے ثبوت کے بارے میں ہے اور 506 علماء کے حوالہ جات کو پیش کیا ہے دسویں باب میں روضہ اقدس کی طرف منہ کر کے دعا مانگنے کی ثبوت سے بحث کی ہے چند ایک پروف ریڈنگ کی غلطیوں کی علاوہ کتاب ظاہری وباطنی حسن سے مالا مال ہے۔

☆☆☆☆

نام کتاب: ماہنامہ الشریعہ خصوصی نمبر بیاد امام اہلسنت

ناشر: الشریعہ اکیڈمی

یہ خصوصی اشاعت امام اہل السنّت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ کی یاد میں ماہنامہ الشریعہ نے شائع کیا ہے امام اہلسنت کی خدمات اس لائق ہیں کہ آپ کی حیات کے ایک ایک گوشہ کو امت مسلمہ کے لیے سینوں میں محفوظ کر دیا جائے تا کہ آپ کی نقوش پا سے رہنمائی حاصل کر کے تا قیامت امت محمدیہ کے افراد کامیابیوں سے ہمکنار ہو سکیں۔

”الشریعہ“ کے اسلوب سے علماء دیوبند مطمئن نہیں ہیں ماہنامہ وفاق ودوسرے رسائل سے اہل حق کی آراء کا اظہار ہوتا رہتا ہے البتہ امام اہلسنت کی یاد میں یہ نمبر ایک اچھی کاوش ہے اور عوام الناس ہی نہیں بلکہ تشنگان علوم دینیہ کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے اس میں امام کی سوانح علمی خدمات جہادی، سیاسی، تدریسی، تصنیفی ذوق اور مشن کا اچھی طرح جائزہ لیا گیا ہے امام اہل السنّت کے خاندان کے افراد سے دست بستہ درخواست ہے کہ وہ بھی امام اہل سنت کے ذوق تحقیقات کو مدنظر رکھ کرامت کے لیے باعث رحمت بنیں۔

☆☆☆

نام کتاب: معیار صداقت

تالیف: مولانا نورمحمد قادری تونسوی

ناشر: مکتبہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ

یہ رسالہ محقق العصر فاتح مماتیت حضرت اقدس مولانا نورمحمد قادری کی تالیف ہے یہ رسالہ دراصل جواب ہے اہل الحاد کے ایک مضمون کا جوان کے ماہنامہ ''نغمہ توحید،، میں شائع ہوا تھا اس میں مضمون نگار محمد یعقوب تبسم نامی مماتی نے منکرین حیات انبیاء پر دیوبندیت کا لیبل لگانے کی ناکام کوشش کی ہے۔

محقق اہل السنّت مولانا تونسوی نے اپنی علمی جولانیوں کو بروئے کار لاکر اس کا عمدہ رد مرتب فرمایا ہے آپ نے اشاعت التوحید والسنۃ اور علماء اہل السنّت کے درمیان تمیں فرق واضح فرماکر ان کے وساوس کا تانا بانا بکھیر دیا ہے اس رسالہ میں ابتدائی نزاع کی کیفیت قاری محمد طیب صاحب کی برکت سے نزاع کے خاتمہ کے بعد بعض شرپسندوں کا اس فیصلہ سے انحراف کرکے اشاعت کے بزرگوں کے خلاف علیحدہ زیرزمین دوسری اشاعت کی تشکیل کرنا جیسے اہم رازوں سے نقاب کشائی فرماکر تاریخی لحاظ سے بھی ایک بہترین خدمت انجام دی ہے۔

لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود حضرت کا قلم ایک جگہ جاکر پھسل گیا کہ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کو اہل حدیث قرار دے بیٹھے جوکہ سراسر غلط اور ناانصافی کی بات ہے حضرت ندوی کی علماء دیوبند سے علمی وروحانی نسبتیں اظہر من الشّمس ہیں لہذا ضروری ہوگا کہ آئندہ ایڈیشن میں معذرت نامہ شائع کریں اور اپنے سابقہ موقف سے رجوع کریں اور یہی اہل حق کا شعار ہے۔

☆☆☆☆

نام کتاب: امام بخاری کا عادلانہ دفاع

مصنف: حضرت مولانا عبدالقدوس قارن

ناشر: عمر اکادمی نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

حضرت مولانا عبدالقدوس قارن ایک جید عالم دین اور امام اہل السنّت ، محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نوراللہ مرقدہ کے لائق ترین خلف الرشید ہیں وقتاً فوقتاً اہل علم آپ کی قلمی ضیاپاشیوں سے نفع اندوز ہوتے رہتے ہیں زیرنظر کتاب بھی آپ ہی کے قلم کے مرہون منت ہے اس میں آپ نے صحیح بخاری شریف پر بدنام زمانہ احمد سعید چتروڑگڑھی کے کئے گئے اعتراضات کے جواب عمدہ طریقہ پر رقم فرمائے ہیں اس موضوع پر یہ کتاب بہت سارے امور میں ممتاز ہے دعا ہے حق تعالی مصنف کی اس تصنیف کو شرف قبولیت عطاء فرمائے۔

قارئین کے خطوط

محترم جناب مدیر مجلّہ قافلہ حق

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بندہ محمد وصی فصیح بٹ ، جامعۃ العلوم السلامیۃ علامۃ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی میں درجہ التخصص فی الفقۃ الاسلامی سال دوم کا طالب علم ہے میں آپ کے رسالہ کا قاری اور مستقل خریدار ہوں ۔حق تعالی شانہ سے آپ کی اور آپ کے تمام ساتھیوں کی خیریت واستقامت کا دعا گو ہے۔

عرض یہ ہے کہ کچھ عرصہ قبل دارالافتاء میں احناف کے طریقہ وتر پر غیر مقلدین کی طرف سے کئے گئے اعتراضات سے پریشان ایک مستفتی نے سوال جمع فرمایا جس کا جواب احقر کو لکھنے کی توفیق ملی اور فتوی جاری بھی ہوگیا۔

دوران مطالعہ بندہ نے محسوس کیا کہ ایک طرف غیر مقلدین اس مسئلہ کو کافی اچھال رہے ہیں اور سادہ لوح عوام کو یہ باور کرنے میں مصروف ہیں کہ احناف کے پاس کوئی حدیث اس سلسلے میں نہیں دوسری طرف اردو کا دامن اثبات طریقہ وتر احناف پر مضمون سے خالی ہے صرف حضرت اوکاڑویؒ ہی کا ایک مضمون نظر سے گزرا۔لہذا اگر بندہ کے اس فتوی نما مضمون کو قافلہ حق میں شائع کردیا جائے تو بہت سے قارئین کے لیے اللہ کے فضل سے باطل کی تلبیسات سے بچنے کا سامان مہیا ہونے کی امید ہے۔

دارالافتاء کی ترتیب کے مطابق فتوی کی اصل تو مستفتی لے جاتا ہے لہذا فتوی کا یہی مسلک ہے۔امید ہے کہ اپ شائع فرماکر بندہ کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

جواب: آپ کا مضمون کا ایک حصہ شائع کردیا گیا ہے اور بقیہ حصہ ان شاءاللہ آئندہ شمارے میں شائع ہوگا۔ماشاءاللہ خوب تحقیق ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

☆☆☆

مدیر اعلی سہ ماہی قافلہ حق

السلام علیکم!

گزارش ہے کہ تحصیل کہروڑ پکا ضلع لودہراں کے کچھ اہل السنّت والجماعت دیوبند کے

نوجوانوں نے مل کر ایک اصلاحی تنظیم (سنی یوتھ آرگنائزیشن پاکستان) کی بنیاد اکابر کی سرپرستی میں رکھی ہے جس کا مقصد نوجوانوں کو علماء دیوبند کے عقائد سے متعارف کروانا ہے جس کے تحت ہم نے ایک فری اسلامک لائبریری بنائی ہے تاکہ نوجوان نسل غیر اخلاقی لٹریچر سے بچ سکے اور علماء دیوبند کے عقائد سے بھی متفق ہو سکے۔

تو اس سلسلے میں آپ سے گزارش ہے کہ ہمیں آپ سہ ماہی رسالہ ''قافلہ حق'' لائبریری کے لیے ہر ماہ اعزازی جاری فرمایا کریں تاکہ مسلک کو فروغ ملے اور نسل نو بے ہودہ اور جھوٹے لٹریچر سے محفوظ ہو جائے امید ہے کہ آپ اس میں ضرور دلچسپی لیں گے۔

شکریہ

ناظم اعلی: بابر علی چشتی صابری

زیر انتظام سنی یوتھ آرگنائزیشن پاکستان

جواب: اللہ آپ کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبولیت عطا فرمائے اور آپ کی اس لائبریری کو امت کی ہدایت کا ذریعہ بنائے یقیناً آپ کا مقصد بلند ہے۔ اہل حق کی حمایت اور اہل باطل کی تردید کے لیے قافلہ حق کی ساری ٹیم آپ کے لیے دعا گو ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ ہمارے کام کی بنیاد یہی ہے ہم اس مشن میں ان شاء اللہ آپ کے شانہ بشانہ چلیں گے۔

میں آج اپنے ان تمام بھائیوں سے کہنا چاہوں گا کہ جو کسی حوالے سے دین کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ہم ان کے قدم بقدم ہیں اور اپنی تمام تر ہمدردیاں ان سے وابستہ رکھتے ہیں کوئی بھی لائبریری آپ کے علم میں ہو اور وہاں ہمارا مجلّہ آپ کو نظر نہ آ رہا ہو تو آپ ہمیں اطلاع کریں اور لائبریری کا نام شہر ضلع قصبہ وغیرہ لکھ کر ہمیں روانہ کریں ان شاء اللہ آپ کے شہر کی لائبریری میں اہل حق کا ترجمان ''قافلہ حق'' آنا شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارا لٹریچر کتابیں اسلامی معلومات پر مشتمل وال کیلنڈرز، پاکٹ سائز بکس، پمفلٹ اصلاحی بیانات کی سی ڈیز، مناظرے اور اہل حق کے پیشواؤں کے علمی خزینے بھی آپ اپنی لائبریری میں رکھیں ان شاء اللہ بہت سے حق کے متلاشیوں کو ہدایت کا ساماں میسر آ جائے گا۔ مزید تفصیل کے لیے درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں۔ 0346-7357394

وفیات

13 فروری: مولانا سراج الحق استاذ الحدیث دار العلوم کبیر والا کے بڑے بھائی مولانا شمس الحق رحمۃ اللہ علیہ انتقال فرما گئے ہیں۔ آپ نے قرآن وسنت کی خوب خدمت کی اور طویل عرصہ تک ایک دینی ادارے کے مہتمم رہے۔ ادارہ ان کے متعلقین سے دلی تعزیت کرتا ہے۔

9 مارچ: مولانا محمد فاروق مرالی کے والد محترم اور شیخ العلماء مولانا محمد اسماعیل ارشد استاذ الحدیث دار العلوم کبیر والا کے بہنوئی مہر حاجی رشید احمد مرالی رحمۃ اللہ علیہ دل کے عارضے کے بعد انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون آپ رحمہ اللہ نے بہت فیاض طبیعت پائی تھی آخر عمر تک نماز، تلاوت اور ذکر اذکار کے پابند رہے۔ ادارہ مولانا محمد فاروق صاحب اور مولانا محمد اسماعیل صاحب اور مرحوم کے تمام متعلقین اور اہل خانہ سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالی ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور قبر کو منور فرمائے۔

9 مارچ: حضرت مولانا فیروز خان ثاقب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دار العلوم مدنیہ ڈسکہ انتقال فرما گئے انا للہ و انا الیہ راجعون آپ برصغیر کی سب سے قدیمی اور بڑی درسگاہ دار العلوم دیوبند کے دسترخوانِ علم کے خوشہ چیں تھے ساری زندگی اتباع سنت میں گزراى۔ اللہ تعالی آپ کی قبر کو جنت کا باغ بنائے ادارہ حضرت کے تمام متعلقین اور معتقدین سے دلی تعزیت کرتا ہے اللہ ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلائے۔

10 مارچ: اہل السنّت والجماعت پاکستان کے مرکزی رہنما مولانا عبد الغفور ندیم کے فرزند محمد معاویہ ندیم رحمۃ اللہ علیہ کو کراچی میں شہید کر دیا گیا آپ اپنے والد گرامی کے دست بازو تھے اور دینی امور میں ان کے مشیر خاص بھی ایسے باسعادت بیٹے کسی مقدر والے کو ہی ملا کرتے ہیں، حملے کے بعد مولانا عبد الغفور ندیم صاحب کو کافی گہرے زخم آئے ہیں اور ایک گردہ فیل ہو گیا تمام قارئین سے التماس ہے کہ ان کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائیں، اللہ ان کے شہید بیٹے کو جوار رحمت میں جگہ دے اور کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔ اللہ تعالی وطن عزیز کی حفاظت فرمائے اور ایسے تمام شرپسند عناصر کو نشان عبرت بنائے جو ملک کا امن تباہ کر رہے ہیں۔

11 مارچ: مولانا سعید احمد جلالپوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ اجل حضرت مولانا یوسف لدھیانوی شہید اپنے جواں سالہ بیٹے، داماد اور ڈرائیور سمیت جام شہادت نوش کر گئے۔ آپ گلزار ہجری کی مسجد سے درس قرآن دے کر واپس آ رہے تھے کہ نامعلوم افراد کی گولیوں کا نشانہ بن گئے اور موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی اکابر کی زندگی کی آئینہ دار تھی، تمام عمر ختم نبوت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ زندہ رہے تو جرنیل ختم نبوت اور شہادت کا جام لبوں سے لگایا تو شہید ختم نبوت۔ اللہ ان سب کے درجات بلند فرمائے

قافلہ حق

قافلہ حق